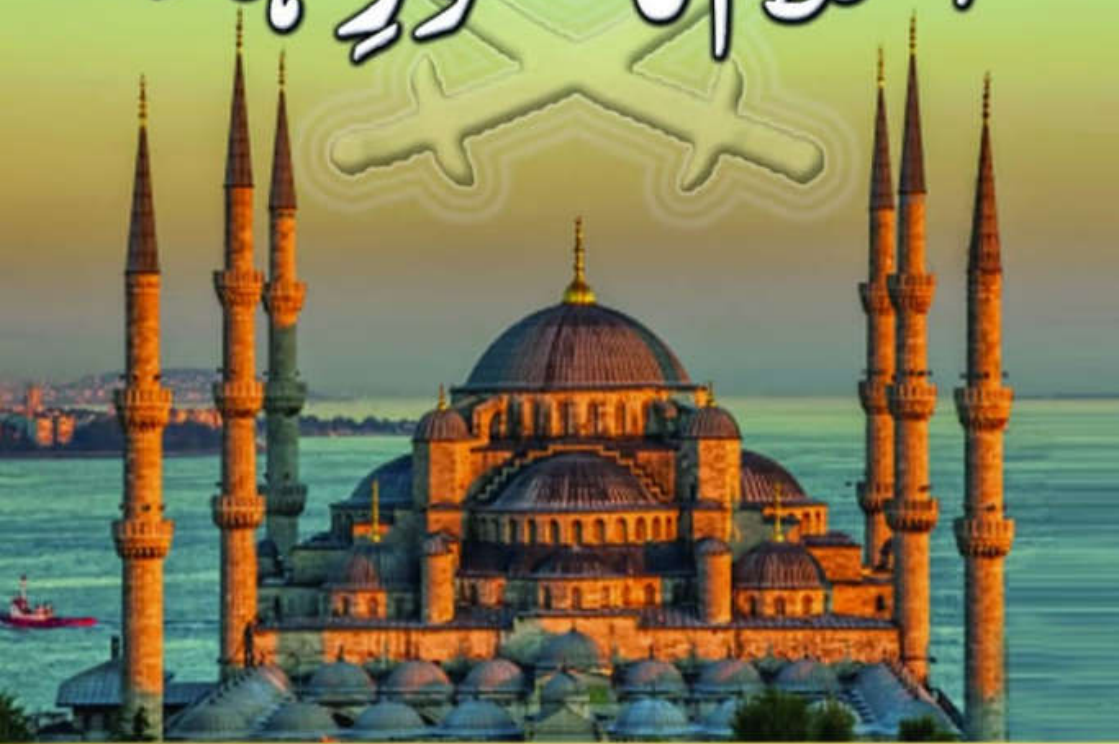


# اسلام کا تصورِ جہاد



محمد کاشف اقبال  
شیخ الاسلام ابن عربی رحمہ اللہ

دَارُ الْکَلَام

Click for More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

# اسلام کا تصورِ جہاد

---

محمد کاشف اقبال

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

عنوان: اسلام کا تصورِ جہاد

مصنف: محمد کاشف اقبال

اشاعت: اول، اکتوبر ۲۰۱۹ / صفر ۱۴۴۱ھ

قیمت: 120/- روپے

## ISLAM KA TASAWWUR-E-JIHAD

By: MUHAMMADKASHIFIQBAL

FirstEdition: October, 2019/Safar 1441 AH

Price: Rs.120/-

دَارُ الْكَلَامِ  
ادارۃ اسلامی فکر و تحقیق گجرات

**Click For More Books**

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتساب

مشہور صوفی مجاہد  
شیخ المشائخ سیدی  
عبد الغفور اخوند قادری سواتی  
المعروف بہ سید و بابا

و

صوفی باصفا شہید کبیر مجاہد جلیل  
احمد اللہ شاہ مدراسی شہید  
کے نام

جنہوں نے برصغیر میں فرنگی استعمار کے خلاف جہاد کا شرعی فریضہ  
ایسے شاندار طریقے سے ادا کیا کہ رہتی دنیا تک ان دونوں ہستیوں کی مجاہدانہ زندگی کا  
مطالعہ کر کے مجاہدین اپنا لہو گرماتے رہیں گے اور پورے جوش و جذبے سے  
اپنے مجاہد آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جہاد ادا کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں  
سرخرو ہوں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

## فہرست

ii	انتساب
iii	فہرست
5	ابتدائیہ
7	تقریظ جلیل
9	تقریظ جلیل (2)
11	تقریظ جلیل (3)
12	تمہید
16	مقدمہ
25	اقدامی ودفاعی جہاد
28	فقط دفاعی حالت میں جہاد کی اجازت والی آیات مبارکہ کے حکم کا منسوخ ہونا
35	علت قتال
39	سابقہ آسمانی کتابوں میں جہاد کا حکم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- 41.....سابقہ آسمانی کتابوں میں بیان کیا گیا فلسفہ قتال۔
- 41.....حدیث مبارکہ بطور حرف آخر
- 43.....جہاد میں ابتدا کیوں فرض ہے۔
- 44.....اسلامی قوانین پر قائم کی گئی ریاست مدینہ۔
- 45.....مغربی افکار پر قائم کردہ معاشرہ۔
- 46.....ریاست امریکہ کی ایک جھلک۔
- 49.....عیسائی مستشرق کی فکری دہشت گردی۔
- 51.....خلافت راشدہ کا قیام۔
- 53.....اسلامی جنگی قوانین اور امن۔
- 54.....اسلام میں عدل کی تاکید۔
- 55.....احادیث مبارکہ میں بیان کردہ قوانین جنگ۔
- 55.....عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت۔
- 58.....بوڑھوں کے قتل کی ممانعت۔
- 59.....اسلامی جنگی قوانین پر مشتمل ایک جامع حدیث۔

**Click For More Books**

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- 59 .....حضور نبی کریم ﷺ کا مبارک طریقہ
- 60 .....خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا فرمان
- 61 .....مسلمانوں کا طریقہ جنگ
- 62 .....حضور نبی کریم ﷺ کا صبح کے وقت کفار پر حملہ آور ہونا
- 62 .....اہم ترین اسلامی جنگی اصول
- 64 .....حضرت ابو بکر صدیقؓ کا طریقہ جنگ
- 66 .....حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا فرمان
- 66 .....حضور مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریمؓ کا فرمان
- 68 .....صوفیہ اور جہاد
- 68 .....صوفیہ کرام کے جہاد بالقتال کی مثالیں
- 69 .....خواجہ حسن بصریؒ اور آپ کے شاگرد شیخ عبد الواحد بن زیدؒ
- 70 .....امام عبد اللہ بن مبارکؒ
- 73 .....سیدنا ابراہیم بن ادھمؒ
- 74 .....سلطان العارفين بایزید بسطامیؒ

**Click For More Books**

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



74.....حضرت سیدنا سری سقطیؒ

75.....صوفی حیات بن قیس حرانیؒ و صوفی ابو نصر محمد بن عبداللہ بخاریؒ

75.....حضرت نجم الدین کبریؒ

76.....خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

77.....صوفی احمد اللہ شاہ مدراسیؒ

77.....شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالغفور اخوند قادری سواتیؒ

78.....صوفی سلسلہ سننوسیہ کے مجاہدینؒ

79.....حضرت شیخ احمد الہدیہؒ

79.....کتاب ”الصوفیہ والتصوف“

81.....جہاد کی اہمیت و فضیلت قرآن و حدیث کی روشنی میں

90.....مصادر و مراجع

---

## اسلام کا تصور جہاد

ابتدائیہ

پروفیسر ڈاکٹر زاہد انور نقشبندی مجددی

یونیورسٹی آف گجرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

زیر نظر تحقیقی مقالہ ”اسلام کا تصور جہاد“ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جو کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو فقط ”مدافعہ جہاد“ میں منحصر کر دینے کے رد میں لکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ نظریہ ایک بڑے عالم کے بیٹے کی غلطی پر مبنی ہے تو اس کی اصلاح بہت ضروری تھی۔ یہ اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ ایک عام آدمی کوئی غلطی کرے تو صرف وہ اکیلا گمراہ ہوتا ہے، جبکہ ایک عالم غلطی کرے تو یہ غلطی اجماعی تصور ہوتی ہے، جس کو فی الفور رد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا برادر م محمد کاشف اقبال نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو باخوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

مقالے کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اقدامی جہاد کے حق میں مصنف نے ائمہ کرام کے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں ان کو رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ مزید یہ کہ مصنف نے بڑے احسن طریقے سے جہاد کے مقاصد کو بیان کیا ہے کہ جہاد کا مقصد صرف و صرف اللہ رب العزت کی رضا کا حصول، اس کے دین کی سر بلندی اور عوام الناس کو کفار و مشرکین کے شر سے محفوظ رکھنا ہے، ورنہ

---

### اسلام کا تصورِ جہاد

---

بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور نہ ہی اسلام میں جہاد کے قانون کو یوں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا۔ موصوف نے اسلام کے ان جہادی قوانین کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں بڑے احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔

اس تحقیقی مقالے کے سب سے آخر میں جہاد کے حوالے سے صوفیہ کرام کی مجاہدانہ سیرت و کردار کو تفصیلاً بیان کر کے مدافعانہ جہاد کا نام لے کر جہاد بالسیف سے فرار اختیار کرنے والوں کے راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ جبکہ میں بنفس نفیس جانتا ہوں کہ محمد کاشف اقبال قادری صاحب خود صوفی طبع انسان ہیں، جنہوں نے علامہ اقبال کے شعر کے اس مصرع: مجھے ہے حکم اذالہ لا الہ الا اللہ کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

ڈاکٹر زاہد انور

۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

اسلام کا تصور جہاد

تقریظ جلیل

حضرت محدث شہیر مفتی اعظم پاکستان خواجہ پیر  
مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی  
بانی و مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ نیک نگر شریف گجرات  
مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیک آباد مراٹھاں شریف گجرات

مُبَسِّمًا، مُحَمَّدِلًا، مُصَلِّيًا، مُسَلِّمًا وَمُبَارِكًا

تلمیذ عزیز القدر محمد کاشف اقبال قادری ”الجامعۃ الاشرفیہ“ گجرات کے  
ذہین اور لائق فضلاء میں سے ہیں۔ بعض نام نہاد مفکرین زمانہ نے یہود و نصاریٰ اور  
ملت کفر سے شاباش لینے کے لیے اسلام کے اجماعی نظریہ ”اقدامی جہاد“ کا انکار کر  
دیا۔ بمطابق محاورہ مشہورہ:

”طاقت مہماں نہ داشت، خانہ بہمہماں بگذاشت“

تو شریعت اسلامیہ کی اس کھلی تحریف پر عزیز القدر فاضل نے محرفین و ناکثین  
کا محاسبہ و مواخذہ کر کے قرآن و سنت و فقہائے اسلام کی صریح نصوص اور واضح  
ارشادات پیش کر کے منکرین کی تحریف و انکار کا راستہ بند کر دیا۔ سبحان اللہ! شاباش!

”ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند“

”اقدامی جہاد“ کے لیے اس دفاعی اقدام میں لطف یہ ہے کہ فاضل مذکور نے  
نہ صرف انتہائی متانت و سنجیدگی کو ملحوظ رکھا، بلکہ محرفین کے لیے اصلاح کا پورا سامان  
بھی مہیا کر دیا۔

---

اسلام کا تصور جہاد

”گر قبول افتد زہے عز و شرف“

الغرض یہ مضمون اس مسئلہ پر بہت سی تاریخی معلومات اور حقائق کے بیان پر بھی مشتمل ہے۔ اسے ضرور پڑھیے اور فلیبلغ الشاهد منکم الغائب کا مصداق بن جائے۔

میں اس پر اپنے عزیز القدر بیٹے کاشف اقبال کو شاباش اور مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس دعا کے ساتھ کہ:

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

دعا گو مفتی محمد اشرف القادری غفر اللہ تعالیٰ لہ

اسلام کا تصورِ جہاد

تقریظِ جلیل (۲)

حضرت بدرالافاضل مفتی اسلام علامہ محمد چمن زمان قادری  
بانی و شیخ الحدیث جامعۃ العین سکھر

مبسملا و حامدا و محمدًا مصلیٰ و مسلماً (ﷺ)

جمہور فقہاء کا اتفاق رہا کہ جہاد کبھی ظلم و زیادتی کا رستہ روکنے کے لیے \* (جہادِ دفع / دفاعی جہاد) \* ہوتا ہے اور کبھی اللہ جل و علا کی زمین میں عدل و انصاف کی ترویج، ناحق تسلط کے ازالے اور اسلامی پیغام کے لیے راہیں ہموار کرنے کے لیے \* (جہادِ طلب / اقدامی جہاد) \* کیا جاتا ہے۔ تبیین الحقائق، ہدایہ، فتح القدیر، تفسیر قرطبی، المہذب، المغنی اور مذاہب اربعہ کی دیگر کتب ہر دو قسم کے جہاد کی اہمیت و احکام سے بھری پڑی ہیں۔

لیکن دورِ حاضر میں ملکِ پاکستان اور غیر پاکستان کے کچھ لوگوں نے غیر مسلمین کے ساتھ باہمی روابط اور دوستیوں اور ان کے شبہات کے سبب جہادِ اقدامی کا سراسر انکار شروع کر دیا۔ اگر یہ انکار عام لوگوں تک محدود رہتا تو اس قدر تکلیف دہ نہ ہوتا، لیکن خون رونی کا مقام یہ ہے کہ بعض اہل علم نے بھی جہادِ اقدامی کا سرے سے انکار شروع کر دیا۔

حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مخالفین اسلام کی طرف سے ہونے والے اعتراضات اور پیش کیے جانے والے شبہات کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کی درست ترجمانی کرتے۔ اور اگر درست ترجمانی نہ کر سکتے تو زمینِ اہل علم سے خالی

## اسلام کا تصورِ جہاد

نہیں، \*و فوق کل ذی علم علم\*، لہذا معاملہ اہل علم کے حوالے کرتے۔ اور  
\*فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ\* کا تقاضا بھی یہی تھا۔۔۔ لیکن صد افسوس  
کہ جب اسلام کی درست ترجمانی نہ ہو سکی تو سرے سے جہادِ طلب ہی کا انکار کر  
دیا۔۔۔ \*والی اللہ المشتکی\*

لیکن بقول سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: \* "لا یزال طائفة من أمتی علی  
الحق منصورین، لا یضرهم من خالفهم، حتی یأتی أمر اللہ عز وجل" ----\*

جہاں اسلامی افکار کا چہرہ مسخ کرنے والے موجود ہیں، وہیں پرچمِ اسلام کی سر  
بلندی اور اسلام کے حقیقی افکار کی نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھانے والوں کی بھی کمی نہیں۔

ہمارے بھائی، فاضل اجل \*علامہ کاشف اقبال قادری صاحب\* دام اقبالہ  
بھی اسی \*طائفہ منصورہ\* سے ہیں، جنہوں نے فتنہ انکارِ جہادِ طلب کے وطنِ عزیز  
پاکستان کا رخ کرتے ہی اس کے سامنے بروقت بند باندھتے ہوئے قلم اٹھایا اور اپنے  
موضوع پر لاجواب گفتگو فرمائی، جہادِ اقدامی کے انکار اور اس کے صورتِ دفاعی پر  
انحصار کے سلسلے میں بننے والی عمارت کو زمیں بوس کر دیا۔

اللہ کریم علامہ صاحب کے قلم میں مزید قوت و روانی پیدا فرمائے اور اہل اسلام کو آپ  
کے فیض سے بہرہ ور فرمائے۔ اور افکارِ اسلامی کے قصر میں نقب زنی کرنے والوں کو راہ  
ہدایت سے نوازے۔ آمین بحرمۃ النبی الامین علیہ و علی آلہ الف الف صلاۃ و تسلیم

ابواریب محمد چمن زمان نجم القادری، رئیس جامعۃ العین، سکھر

(۲۸ ذوالحجۃ الحرام، ۱۴۳۰ھ، بروز جمعۃ المبارک)

اسلام کا تصور جہاد

تقریظ جلیل (۳)

حضرت حکیم زماں محقق عصر

علامہ لقمان شاہد قادری

ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کے بیٹے حسین محی الدین نے جہاد پر ایک مقالہ لکھا، جس میں اپنے والد کی پیروی کرتے ہوئے، جہاد فی سبیل اللہ کی صورت مسخ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے جواب میں مولانا محمد کاشف اقبال قادری حفظہ اللہ نے بہت شاندار اور جاندار مقالہ لکھا ہے۔ موصوف ”امن“ پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں، اور گجرات یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں۔ اس مقالے کی جو چیز مجھے بہت زیادہ پسند آئی وہ صوفیہ کرام کی جنگوں میں شرکت کا تذکرہ ہے۔ حضرت حسن بصری، عبد اللہ بن مبارک، ابراہیم بن ادھم، بایزید بسطامی، اور سری سقطی وغیرہ رحمہم اللہ کی جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کا پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ پاک فاضل مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انھوں نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر بہت اہم کام کیا۔ مصنف نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اس فرمان کو عام کرنے کی کوشش کی ہے

اے نرم لباس پہن کر عبادت گزاروں میں شامل ہونے والے صوفی!

سرحد کو لازم پکڑ، اور وہیں عبادت میں مشغول ہو جا۔

خاک پائے مجاہدین

لقمان شاہد عفی عنہ، 27/8/2019



## اسلام کا تصورِ جہاد

### تمہید

از: مولانا فرحان رفیق قادری

دنیا کے خوبصورت ترین مناظر میں سے باغات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ درختوں کا سبزہ، پھلوں کی لذت، پھولوں کی رنگت اور خوشبو انسانی روح کو تسکین کا سامان دیتی ہے۔ باغ کے لیے باغبان کا ہونا اشد ضروری ہے کہ وہ باغ کی خوبصورتی، تازگی اور امن کو برقرار رکھ سکے۔

باغبان کو بقلے باغ کے واسطے جڑی بوٹیوں کو کاٹنا پڑتا ہے، موزی کیڑوں مکوڑوں اور حشرات سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کا قتل عام کرنا پڑتا ہے۔ عقل انسانی اس کو ظلم و زیادتی سے تعبیر نہیں کرتی۔ ذرا سی عقل رکھنے والا شخص بھی اس عمل سے کلمیہ اتفاق کرے گا، بلکہ اگر کوئی اس کا مخالف ہو بھی تو دنیا ایسے انسان کو احمق اور پاگل ہی تصور کرے گی۔

اسلام کا تصورِ جہاد بھی یہی ہے۔ دنیا کی امن و سلامتی کے لیے کفر و شرک، ظلم و زیادتی کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے ایسا نہ ہو تو دنیا تباہ و برباد ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمُ بَعْضًا لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ“ (البقرہ: ۲۵۱)

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

## اسلام کا تصور جہاد

عقل سلیم کہتی ہے: جنگی نظام کے بھی اصول ہونے چاہئیں۔ مگر جب ہم جنگی اصول و ضوابط کو دیکھتے ہیں تو انسان کے بنائے ہوئے اصول انتہائی کمزور نظر آتے ہیں کہ جس دنیا میں نہتے اور عام شہریوں پر ایٹم بم پھینکنے والوں کو امن کا داعی اور رول ماڈل سمجھا جاتا ہو وہاں جنگی قوانین کے انسانی نہیں بلکہ الہامی ضابطے کی ضرورت ہوتی ہے۔ الہامی ضابطوں میں بھی اسلامی ضابطے ہی بہترین نظر آتے ہیں کہ اسلام منسوخ یا محدود دین نہیں، بلکہ تمام عالم انسانیت کے لیے راہ نما اور ادیان سابقہ کا نسخہ ہے۔

اسلامی جنگی نظام الحاد اور کفر پر مشتمل جنگی نظام سے یکسر مختلف ہے۔ حضور سیدنا رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ادوار میں ہونے والے درجنوں غزوات میں فریقین کے ہلاک ہونے والوں کی تعداد انتہائی کم رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے قیامت تک کے مجاہدین کو اصول جہاد کی بھی تعلیم دی ہے، جس میں بچوں، عورتوں، راہبوں، جنگ میں حصہ نہ لینے والے مردوں کو قتل نہ کرنے اور باغات، چراگاہیں اور عبادت خانوں وغیرہ کو نہ چھیڑنے کا تاکیداً حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اسلامی جنگی قوانین کا مطالعہ کرنے سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ”محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے“ یہ قول قطعاً غیر اسلامی ہے۔

زیر نظر مقالہ ”اسلام کا تصور جہاد“ اسلام کے اقدامی و دفاعی تصور جہاد پر مشتمل، فاضل محقق محمد کاشف اقبال قادری صاحب (لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی) کا ایک انتہائی جامع و تحقیقی مقالہ ہے۔

مصنف موصوف نے اپنے اس مقالے میں درج ذیل موضوعات کو زیر بحث لایا ہے۔

---

## اسلام کا تصورِ جہاد

---

اول:

مقالے کی ابتدا میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کے صاحب زادے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے نظریے کا علمی و تحقیقی انداز میں رد کیا گیا ہے، جن کے نزدیک جہاد کا حکم صرف مدافعتی صورت میں ہے۔ جبکہ تاریخ کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ اسلامی جنگیں صرف دفاعی صورت میں نہیں بلکہ اقامی طور پر بھی لڑی گئی ہیں۔ قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اقوالِ علما و فقہا سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد اقامی اور دفاعی دونوں طرح فرض ہے۔

دوم:

اس تحقیقی مقالے میں مصنف نے موجودہ کافروں کی شرم ناک جنگی پالیسیوں کو بے نقاب کیا ہے کہ عالم کفر نے جنگِ عظیمِ اول اور دوم میں لاکھوں، کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور نام نہاد انصاف کا عالم یہ ہے کہ سپر پاور شمار کیے جانے والے ممالک میں ظلم و زیادتی، قتل و غارت ہمیشہ عروج پر رہا ہے۔

سوم:

اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے اسلامی جنگی نظام کو بھی انتہائی احسن طریقے سے بیان کیا ہے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق جنگ میں بچوں، عورتوں، بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور اسی طرح دشمن کی املاک کو بھی حتی الامکان نقصان سے بچایا جائے۔

---

## اسلام کا تصورِ جہاد

---

چہارم:

آزاد خیال اور سیکولر حضرات کی جانب سے عوام میں یہ بات پھیلا دی گئی ہے کہ اسلام امن کا درس اس معنی میں دیتا ہے کہ بس جیسے تیسے ہو، جو مرضی ہو جائے صوفیہ کے طریقے پر چلتے ہوئے جنگ و جدال سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔ محترم مصنف و محقق نے اس غلط فہمی کا بھی بہت خوبصورت انداز میں ازالہ کرتے ہوئے مختلف اکابر صوفیہ کرام کی جہاد سے متعلق فکر اور ان کی مجاہدانہ سیرت و کردار کو انتہائی خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے، تاکہ عوام الناس جان سکے کہ اکابر صوفیہ و مشائخ مع مریدین کس طرح قتال فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے۔

پہنجم:

آخر میں مصنف نے جہاد کے فضائل اور اس کی ترغیب دلانے والی آیات مقدسہ و احادیث مبارکہ نقل کرتے ہوئے اپنے اس تحقیقی مقالے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عظیم کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین، سید المجاہدین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

فرحان رفیق قادری عفی عنہ۔ ۲۷ اگست، ۲۰۱۹ء

## اسلام کا تصور جہاد

### مقدمہ

از: مولانا فقیر المصطفیٰ محمد زعمیم القادری

اسلام کے تصور جہاد کو سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام میں خدا کی حاکمیت کا تصور کیا ہے؟ اور اسلام میں خدائی سلطنت کی حدود کیا ہیں؟ درحقیقت حاکم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اس کے بالمقابل کسی دوسرے کی حکومت یا تسلط کو تسلیم کرنا روا نہیں، نیز اسلام میں خدا تعالیٰ کی حاکمیت افراد کی ذاتی اور نجی زندگی تک محدود نہیں بلکہ وہ رب العالمین کل جہاں کا حاکم ہے۔ اسے لوگوں کے اجتماعی نظام حیات میں تصرف کا حق بھی اسی طرح ہے جس طرح ان کی انفرادی زندگی میں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک اسلامی سلطنت کا اولین آئین یہی ہوتا ہے کہ اس ریاست و سلطنت کا حاکم حقیقی صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے، جبکہ دنیاوی حکمران اسی کی نیابت و خلافت کے طور پر مجازاً حاکم ہیں۔ اللہ جل و علا کی یہ حقیقی حاکمیت مقررہ سرحدوں تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا اس کی محکوم اور وہ اس کا حاکم حقیقی ہے۔ لہذا خدا کا یہ حق ہے کہ پوری دنیا پر اسی کا حکم نافذ ہو۔ پس جب ہم نے حاکمیت باری تعالیٰ کے تصور کو سمجھ لیا تو اب اس بات کو سمجھنا بالکل بھی دشوار نہیں رہا کہ دین اسلام اسلامی سلطنت کی حدود اور دائرے کو وسیع کرنے کے لیے جہاد کی ترغیب کیوں دیتا ہے۔ مزید یہ کہ جہاد میں مجازاً حاکم کی مسند پر تخت نشین حکمران کی برتری کو ثابت کرنا ہرگز مقصود نہیں، بلکہ خداے احکم الحاکمین کے امر کو کل اطرافِ عالم اور جمیع خلق پر نافذ کرنا مطلوب ہے۔

یہاں اسلام کے تصور جہاد اور سیکولرزم کا آپس میں ٹکراؤ بھی معلوم ہو گیا، کہ

## اسلام کا تصورِ جہاد

سیکولرزم نام ہے دین کو افراد کی اجتماعی زندگی سے نکال کر ان کی نجی اور ذاتی زندگی تک محدود کر دینے کا، جبکہ خدا کی حاکمیت کا تصور اور جہاد دونوں اس کی نفی کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام مخلوق پر افراد اور اجتماعاً امر ربی اور دین کا نفاذ منشاء خداوندی ہے جو کہ سیکولر سوچ کو کسی صورت میں قبول نہیں، اسی لیے اسلامی تصورِ جہاد کے مقابل آکھڑی ہونے والی جدید فکر کی بنیاد یہی سیکولرزم ہے۔

اگر ہم کتبِ سیرت کی ورق گردانی کریں اور نبی کریم ﷺ کی جہادی سرگرمیوں کو دیکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے دفاعی اور کبھی اقدامی طور پر جہاد فرمایا، جو بنفس نفیس شرکت کرنے یا مخصوص تعداد میں سپاہیوں کا جتھا بھیجنے کے اعتبار سے غزوات اور سرایا میں منقسم ہے۔ جن کی تعداد میں اختلافِ روایات و آرا کی بنیاد پر اختلاف ہے، مگر ہر روایت مشعر با لکثرت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی دس سالہ حیات مبارکہ میں ۸۰ سے زائد مہمات بھیجی تھیں، جن میں ۷۲ غزوات اور ۵۶ سرایا ہیں، ان غزوات کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ غزوہ ودان یا ابواء (صفر ۲ھ)، ۲۔ غزوہ بواط (ربیع الاول ۲ھ)، ۳۔ غزوہ سفوان (جمادی الاول ۲ھ)، ۴۔ غزوہ ذوالعشیرہ (جمادی الآخر ۲ھ)، ۵۔ غزوہ بدر الکبریٰ (رمضان ۲ھ)، ۶۔ غزوہ بنو قینقاع (شوال ۲ھ)، ۷۔ غزوہ سویق (ذی الحجہ ۲ھ)، ۸۔ غزوہ قرقرۃ الکدر (محرم ۳ھ)، ۹۔ غزوہ غطفان (ربیع الاول ۳ھ)، ۱۰۔ غزوہ نجران یا بنو سلیم (جمادی الاول ۳ھ)، ۱۱۔ غزوہ احد (شوال ۳ھ)، ۱۲۔ غزوہ حمراء الاسد (شوال ۳ھ)، ۱۳۔ غزوہ بنو نضیر (ربیع الاول ۴ھ)، ۱۴۔ غزوہ بدر الموند (ذیقعدہ ۴ھ)، ۱۵۔ غزوہ ذات الرقاع (محرم

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

۵۵ھ، ۱۶- غزوہ دومۃ الجندل (ربیع الاول ۵ھ)، ۱۷- غزوہ مرسیج یا بنی مصطلق (شعبان ۵ھ)، ۱۸- غزوہ خندق (احزاب) (ذیقعدہ ۵ھ)، ۱۹- غزوہ بنو قریظہ (ذی الحجہ ۵ھ)، ۲۰- غزوہ بنو لحيان (ربیع الاول ۶ھ)، ۲۱- غزوہ ذی قریظہ (ربیع الاول ۶ھ)، ۲۲- غزوہ (صلح) حدیبیہ (ذیقعدہ ۶ھ)، ۲۳- غزوہ خیبر (محرم ۷ھ)، ۲۴- غزوہ (فتح) مکہ (رمضان ۸ھ)، ۲۵- غزوہ حنین (شوال ۸ھ)، ۲۶- غزوہ طائف (شوال ۸ھ)، ۲۷- غزوہ تبوک (رجب ۹ھ)

اور سرایا کے نام درج ذیل ہیں:

۱- موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ، ۲- سریہ عبیدہ رضی اللہ عنہ شوال ۸ھ، ۳- سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ذی القعدہ ۸ھ، ۴- سریہ عبد اللہ بن جحش رجب ۲ھ، ۵- سریہ عمرو بن عدی رضی اللہ عنہ رمضان ۲ھ، ۶- سریہ سالم بن عمیر شوال ۲ھ، ۷- سریہ کعب بن اشرف ربیع الاول ۳ھ، ۸- سریہ زید بن حارثہ جمادی الآخر ۳ھ، ۹- سریہ ابو سلمہ بن عبد الاسد محرم ۴ھ، ۱۰- سریہ عبد اللہ بن انیس محرم ۴ھ، ۱۱- سریہ محمد بن مسلمہ محرم ۶ھ، ۱۲- سریہ عبد اللہ بن عتیک جمادی الآخر ۳ھ، ۱۳- سریہ سعید بن زید، ۱۴- سریہ عکاشہ بن محصن ربیع الاول ۶ھ، ۱۵- سریہ محمد بن مسلمہ ربیع الثانی ۶ھ، ۱۶- سریہ ابو عبیدہ بن جراح ربیع الثانی ۶ھ، ۱۷- سریہ زید بن حارثہ ربیع الثانی ۶ھ، ۱۸- سریہ زید بن حارثہ جمادی الاولیٰ ۶ھ، ۱۹- سریہ زید بن حارثہ جمادی الاولیٰ ۶ھ، ۲۰- سریہ زید بن حارثہ جمادی الآخریٰ ۶ھ، ۲۱- سریہ زید بن حارثہ رجب ۶ھ، ۲۲- سریہ عبد الرحمن بن عوف شعبان ۶ھ، ۲۳- سریہ زید بن حارثہ مدین، ۲۴- سریہ علی بن ابی طالب شعبان ۶ھ، ۲۵- سریہ زید بن حارثہ رمضان ۶ھ، ۲۶- سریہ عبد اللہ بن رواحہ شوال ۶ھ، ۲۷- سریہ عمرو بن ابی امیہ

## اسلام کا تصورِ جہاد

الضمری ۶ھ، ۲۸۔ سریہ عمر بن خطاب، ۲۹۔ سریہ ابو بکر، ۳۰۔ سریہ بشیر بن سعد، ۳۱۔ سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی، ۳۲۔ سریہ بشر بن سعد انصاری، ۳۳۔ سریہ ابن ابی العوجاء ذی الحجہ ۷ھ، ۳۴۔ سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی صفر ۸ھ، ۳۵۔ سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی، ۳۶۔ سریہ شجاع بن وہب اسدی، ۳۷۔ سریہ کعب بن عمیر غفاری، ۳۸۔ غزوہ موتہ، ۳۹۔ سریہ عمرو بن العاص جمادی الاخریٰ ۸ھ، ۴۰۔ سریہ خبط [غنبر] رجب ۸ھ، ۴۱۔ سریہ ابو قتادہ، نجد ۴۲۔ سریہ ابو قتادہ اضم، ۴۳۔ سریہ ابو حدرہ اسلمی، ۴۴۔ سریہ خالد بن ولید رمضان ۸ھ، ۴۵۔ سریہ او طاس ۸ھ، ۴۶۔ سریہ عمرو بن عاص سوان، ۴۷۔ سریہ سعد بن زید رمضان ۸ھ، ۴۸۔ سریہ خالد بن ولید شوال ۸ھ، ۴۹۔ سریہ طفیل بن عمرو الدوسی ۵۰۔ سریہ عیینہ بن حصن الفزازی محرم ۹ھ، ۵۱۔ سریہ قطبہ بن عامر خثعم، ۵۲۔ سریہ ضحاک بن سفیان کلابی، ۵۳۔ سریہ علقمہ بن مجزہ مدلیجی ربیع الثانی ۹ھ، ۵۴۔ سریہ علی ابن طالب ربیع الثانی ۹ھ، ۵۵۔ سریہ عکاشہ بن محسن عذرہ، ۵۶۔ سریہ خالد بن ولید ربیع الثانی ۲ھ۔

غزوات و سرایا کی یہ تعداد تو حضور نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھی، غیرت و حمیت کے اس سفر کا اختتام یہیں پر نہیں ہوتا بلکہ بعد کے خلفائے بھی جہاد کر کے عزیمت کی طویل داستان رقم کی اور فتوحات کا سلسلہ وسیع کیا، حتیٰ کہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت چلتا رہے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

((لا تزال عصابة من امتی یقاتلون علی امر اللہ قاہرین علی عدوہم لا یضرہم من خالفہم حتیٰ تاتیہم الساعة وہم علی ذلک))

”میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ



## اسلام کا تصورِ جہاد

دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے اور اسی طریقے پر قائم رہیں گے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ۔)

اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے میدانِ جہاد میں قدم رکھنے کی یہ ریت نئی نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے آسمانی مذاہب کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس طریق کو اختیار فرمایا ہے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے جہاد کے اس عمل کی مثال جس طرح ہمیں قرآن مجید میں ملتی ہے اسی طرح بائبل میں بھی مذہبی جنگوں کا تذکرہ ملتا ہے، جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت طالوت رضی اللہ عنہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر جالوت سے جنگ کی اور جالوت کا خاتمہ کیا۔ بائبل میں حضرت طالوت کا ”ساؤل“ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس جنگ کا ذکر ہمیں (کتاب سموئیل اول باب ۱۷ آیت ۵۸:۱) میں بھی ملتا ہے۔

اسلام میں ابتداء ہی اقدامی جہاد کو لازم نہ کیا گیا بلکہ اس کے متعلق احکام تدریجاً نازل ہوئے، اس حوالے سے میں نے فقہائے اسلام کی کثیر کتب کا تتبع کیا تو تمام کتب میں فرضیتِ جہاد کے جو تدریجی مراحل مذکور تھے وہ تقریباً یکساں تھے، ذیل میں ”شرح صحیح مسلم“ سے امام سرخسی کی ”المبسوط“ کا ایک اقتباس اختصار کے ساتھ درج ہے:

رسول اللہ ﷺ کو ابتدا میں مشرکین سے اعراض کرنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (الحجر: ۸۵)

اسلام کا تصور جہاد

ترجمہ: آپ حسن و خوبی کے ساتھ ان سے درگزر کیجیے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (الحج: ۹۴)

ترجمہ: اور آپ مشرکین سے اعراض کیجیے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ آپ حکمت کے ساتھ نصیحت کر کے لوگوں کو دین کی طرف بلائیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۚ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَصْلَ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (النحل: ۱۲۵)

ترجمہ: حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے اور ان پر احسن طریقے سے حجت قائم کیجیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اگر مشرکین جنگ کی ابتدا کریں تو ان سے مدافعت جنگ کی جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ (البقرہ: ۱۹۱)

ترجمہ: اگر کفار تم سے جنگ کریں تو تم بھی ان سے جنگ کرو۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال: ۶۱)

اگر وہ کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ صلح کی طرف مائل ہو جائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابتداء مشرکین کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

## اسلام کا تصورِ جہاد

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِئْتَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ (البقرہ: ۱۹۳)

ترجمہ: اور ان کفار سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے اور صرف اللہ کے دین کا نظام قائم ہو جائے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ دِينُ اللَّهِ الَّذِي لَهُ الْحُكْمُ ۚ وَهُوَ الْغَالِبُ (التوبہ: ۵)

ترجمہ: سو تم جہاں بھی مشرکین کو پاؤ ان کو قتل کر دو۔

(شرح صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۲۵۰ بحوالہ المبسوط)

فرضیت جہاد کی یہ ترتیب ”تبيين الحقائق جلد ۳ صفحہ ۲۴۱“، ”العنایہ شرح الہدایہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۱“، ”البنایہ شرح الہدایہ ج ۷ صفحہ ۹۵/۹۴“، ”بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۷۷“ اور ”رد المحتار جلد ۴ صفحہ ۱۲۳“ پر بھی موجود ہے۔

لہذا اب جو حکم ہے وہ یہ ہے کہ: ”جہاد میں ابتدا کرنا فرض کفایہ ہے۔“ اگر صرف دفاعی جہاد ہی مکمل جہاد ہوتا تو صرف اپنے دفاع تک ہی محدود رہتا۔ اس سے زیادہ اقدام کی اجازت بھی نہ ہوتی، اور بذریعہ جہاد کہیں بھی اور کبھی بھی اسلام کا فروغ نہ ہوا ہوتا۔ جب کہ حقیقت واقعہ اس کے برعکس ہے۔ دراصل اسلام کے نظریہ جہاد کو صرف دفاع تک محدود کرنا اس نظریے کو اپنا بیج بنانا ہے۔

یہ دنیا کا ہر عقل والا جانتا ہے کہ ظالم سے اپنا دفاع ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اگر اسلام کا تصور جہاد صرف اپنے دفاع تک محدود ہے، اور خدا کی زمین پر اقامت دین اور فروغ اسلام کے لیے نہیں تو اس کی اتنی فضیلتیں اور اس پر اتنی بشارتیں کیوں ہیں؟ کیا صرف اپنے دفاع جیسی عام چیز پر اتنی بشارتیں اور اتنی فضیلتیں ہیں؟

---

### اسلام کا تصورِ جہاد

---

اسی کے ساتھ اقدامی جہاد کے منکرین سے یہ سوال ہے کہ بالفرض اقدامی جہاد نہ بھی کیا جائے تب بھی برمہ، فلسطین اور کشمیر کے حالات تو اس بات کے مقتضی ہیں کہ الاقرب فالاقرب کے تحت کم از کم دفاعی جہاد تو کیا جائے یا پھر وہ بھی نہیں کیا جائے گا؟ مگر افسوس اس پر قلم اٹھانے کی بجائے ان لوگوں کی ہمتیں فقط اقدامی جہاد کے انکار پر صرف ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ مغربیت پسندی کے نشے میں ایسے مست ہیں کہ مسلمان نوجوانوں میں غیرت و حمیت کا جذبہ بیدار کرنے کی بجائے ان کی نظروں میں اقدامی جہاد پر مشتمل اسلام اور بالخصوص خلفاء کی روشن تاریخ کو داغدار کرنے میں کوشاں ہیں۔ ایسے ہی نام نہاد مفکرین و شیوخ الاسلام کو اقبال نے اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں مخاطب کیا ہے:

فتویٰ ہے شیخ کا، یہ زمانہ قلم کا ہے  
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کا رگر

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے، بے سود و بے اثر

تیغ و تفتنگ دستِ مسلمان میں ہے کہاں  
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر  
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل  
کہتا ہے اسے کون کہ مسلمان کی موت مر

تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی

دنیا کو جس کے پنجہ خوئیں سے ہو خطر

## اسلام کا تصور جہاد

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے  
یورپ زرہ میں ڈوب گیا، دوش تا کمر  
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے  
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر  
حق سے اگر ہے غرض تو زیبا ہے کیا یہ بات  
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

آج کے حالات مسلمانوں کو بھرپور دعوت فکر دے رہے ہیں کہ پھر سے شوکت اسلام کا علم بلند کرنے کے لیے اور اہلیان اسلام کا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اسلام کے اہم ترین رکن جہاد کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھا جائے، تن آسانی اور سہولت پسندی کے سبب جہاد کی مشقت اور سخت کوشی سے ہرگز پیچھا نہ چھڑایا جائے، بلکہ حالات حاضرہ کے ماحول کو پیش نظر رکھتے ہوئے مومنانہ فراست کے ساتھ حکمت عملی کے دامن کو تھامتے ہوئے عملی اقدامات کیے جائیں۔

آخر میں اس کتاب کے مصنف کے لیے دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ عصر حاضر میں حالات کے پیش نظر انہوں نے انتہائی اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اسلام کے تصور جہاد کو مسخ کرنے والے حضرات کا علمی و تحقیقی جواب دیتے ہوئے اسلام کے صحیح تصور جہاد کو اجاگر کیا۔ مصنف کی اس کاوش کو اس عہد کے اکابر اور جدید علمائے دین نے تحسین کی نگاہ سے دیکھا ہے، جیسا کہ کتاب کے شروع میں لکھی گئی جلیل القدر تقاریر سے یہ بات عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی راہ میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بحاجہ النبی الکریم ﷺ فقیر المصطفیٰ 8/9/2019

---

## اسلام کا تصورِ جہاد

---

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين

والصلوة والسلام على امام المجاهدين و الشهداء والصابرين -

### اقدامى ودفاعى جہاد

چند روز قبل نظر سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے فرزند ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی کتاب "مقالات عصریہ" نظر سے گزری جس میں موصوف نے مختلف موضوعات پر عصر حاضر کی روشنی میں کلام کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں متعدد افکار و نظریات ایسے بیان کیے گئے ہیں جو کہ قرآن و سنت کی غلط تعبیر و تشریح پر مشتمل ہیں، مگر یہاں محل نظر ڈاکٹر موصوف کا "نظریہ جہاد و قتال" ہے۔ مصنف نے اس مسئلے میں مکمل طور پر اپنے والد کی اتباع کی ہے اور اقدامی جہاد کا انکار کرتے ہوئے فقط دفاعی حالت میں جہاد کی مشروط اجازت دی ہے۔<sup>1</sup> حالانکہ یہ نظریہ قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ تمام اکابر ائمہ دین کے بیان کردہ "اصول جہاد" کے خلاف ہے۔ چودہ سو سال کے تمام اکابر علمائے دین کا اس اصول اور قانون پر اتفاق ہے کہ جہاد "اقدامی و دفاعی" دونوں صورتوں میں فرض ہے، جیسا کہ امام اکبر امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی عظیم تصنیف "المحجة الموقنة فی اية الممتحنة" میں فرماتے ہیں:

---

<sup>1</sup> قادری، حسین محی الدین ڈاکٹر، مقالات عصریہ، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ج ۱،

---

### اسلام کا تصور جہاد

---

"اجماع امت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں، مدافعت و جارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے، اجازت کا مدافعت میں حصر پہلے تھا، پھر قطعاً منسوخ ہو گیا (یعنی پہلے جہاد صرف دفاعی حالت میں کرنے کی اجازت تھی، اب یہ حکم قطعی طور پر منسوخ ہو چکا ہے۔ اب جہاد اقدامی و دفاعی دونوں طرح کرنے کا حکم ہے)"<sup>1</sup>

امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی اسلامی قانون کی اپنی مشہور زمانہ کتاب "کنز الدقائق" میں تحریر فرماتے ہیں:

"الجهاد فرض كفاية ابتداء" <sup>2</sup> "جہاد میں ابتدا کرنا فرض کفایہ ہے۔"

"کنز الدقائق" کی شرح "بحر الرائق" میں اسی اصول کی شرح کرتے ہوئے علامہ زین الدین نجم مصری فرماتے ہیں:

"یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ جہاد فرض ہے اگرچہ کافر پہل نہ کریں کہ آیات مبارکہ عام ہیں اور وہ جو قرآن پاک میں فرمایا کہ: اگر وہ تم سے قتال کریں تو تم ان

---

<sup>1</sup> بریلوی، امام احمد رضا خان، المحجة الموقنة فی ایتة الممتحنة، رسائل رضویہ، مسلم کتابوی، لاہور، ۱۹۷۶ء، ج ۱، ص ۱۱۱

<sup>2</sup> نسفی، امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد، کنز الدقائق، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء، ج ۵، ص ۱۱۹

---

## اسلام کا تصور جہاد

---

سے قتال کرو منسوخ ہے" <sup>1</sup>.

امام برہان الدین مرغینانی اپنی مشہور کتاب "الہدایہ" جو کہ صدیوں سے پورے عالم اسلام کے مدارس دینیہ میں فقہی نصاب کے طور پر شامل ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں:

"قتال الکفار واجب وان لم یبدؤا للعمومات" <sup>2</sup> "کفار سے قتال کرنا واجب ہے اگرچہ وہ قتال میں ابتدائہ کریں، اس لیے کہ جہاد کے احکام عام ہیں۔"

اسی طرح مشہور حنفی فقیہ مجتہد فی المسائل امام کمال الدین محمد ابن ہمام نے "فتح القدیر" میں "حدیث پاک" امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ " سے استشہاد کرتے ہوئے یہی اسلامی قانون بیان فرمایا ہے کہ "ہم مسلمان کفار سے جہاد کرنے میں پہل کریں" جہاد میں پہل کرنے کی یہ فرضیت صرف علمائے احناف نے نہیں بلکہ دیگر علمائے بھی بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ شوافع کے امام محی الدین نووی نے "روضۃ الطالبین وعمدة المفتین" میں، مالکی فقیہ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی مالکی نے "اکمال اکمال المعلم" میں اور فقہائے حنبلیہ میں سے ابن

---

<sup>1</sup> مصری، زین الدین نجیم، بحر الرائق، کتاب السیر، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، ج

۵، ص ۱۱۹-۱۲۰

<sup>2</sup> مرغینانی، الہدایہ، کتاب السیر، المکتبۃ العربیہ، کراچی، ص ۲۳۹



## اسلام کا تصور جہاد

قدامہ حنبلی نے "المغنی" میں جہاد میں پہل کرنے کو صراحتاً فرض کفایہ کہا ہے۔<sup>1</sup> اور اگر مسلمانوں کو اسلامی ریاست کے امیر کی طرف سے حکم عام ہو جائے یا مسلم ریاست پر کفار کی طرف سے حملہ ہو جائے تو اس صورت میں ان تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اس ریاست کے مسلمانوں پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس ریاست کے مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کی مدد کی ضرورت ہو تو ان دوسرے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔<sup>2</sup> لہذا جہاد دفاعی ہو یا اقدامی دونوں صورتوں میں قطعاً فرض ہے اور اس پر اجماع امت ہے جیسا کہ امام احمد رضا حنفی قادری آل رسولی نے "فتاویٰ رضویہ" میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

فقط دفاعی حالت میں جہاد کی اجازت والی آیات مبارکہ کے حکم کا منسوخ ہونا

ڈاکٹر حسین قادری نے جہاد کی فقط مدافعتیہ طور پر جو اجازت بیان کی ہے، اس پر قرآن مجید فرقان حمید کی جن آیات مبارکہ سے استدلال کیا ہے، ائمہ دین کے نزدیک ان آیات کا حکم قطعاً منسوخ ہے، جن میں پہلے صرف دفاعی حالت میں جہاد کرنے کی اجازت دی گئی تھی کہ: اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَأْتِئَهُمْ ظُلُمًاۢۚ (جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے کہ ان پر ظلم ہوا) اور

<sup>1</sup> سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، ج ۵،

ص ۲۵۵-۲۵۴

<sup>2</sup> ایضاً، ج ۵، ص ۲۵۵

## اسلام کا تصور جہاد

سورہ بقرہ کی آیت: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ<sup>۱</sup> (وہ تم سے قتال کریں تو تم ان سے قتال کرو)۔ ان دونوں آیات مبارکہ پر تفصیلی کلام کرنے کے بعد نتیجہ کلام کے طور پر امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر ”الجامع الاحکام القرآن“ میں فرماتے ہیں:

”فكان عليه السلام يقاتل من قاتله ، و يكف عمن كف عنه ، حتى نزل : فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ ( التوبة : ۵ ) فنسخت هذه الآية ، قاله جماعة من العلماء۔ وقال ابن زيد و الربيع : نسخها : وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً ( التوبة : ۳۶ ) فأمر بالقتال لجميع الكفار۔“<sup>۲</sup>

”حضور علیہ السلام کا پہلے طریقہ کار یہ تھا کہ آپ ﷺ اس سے قتال فرمایا کرتے تھے جو آپ ﷺ سے قتال کرتا تھا اور جو ہاتھ روک لیا کرتا تھا آپ ﷺ بھی اس پر ہاتھ کو روک لیا کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ”فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ“ پس اس آیت نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ یہ موقف علما کی ایک جماعت کا ہے۔ اور ابن زید اور ربیع کے بقول سورہ توبہ کی آیت: ”وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً“ نے پہلا حکم منسوخ کیا۔ پس اب تمام کفار سے قتال کا حکم دیا گیا ہے۔“

<sup>۱</sup>التوبة: ۱۹۰

<sup>۲</sup>قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، موسسة الرسالة، بیروت ، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، ج ۳، ص ۲۳۸

## اسلام کا تصور جہاد

یہی بات امام ابو بکر رازی اپنی تفسیر ”احکام القرآن“ میں حضرت موسیٰ بن عقبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان لوگوں سے قتال نہیں کیا کرتے تھے جو آپ سے قتال میں پہل نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنْ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقُوا إِلَيْكُمْ السَّلَامَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا<sup>1</sup>

”پس اگر وہ تم سے الگ ہو جائیں اور تم سے قتال نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو اللہ نے تمہارے لیے ان کے خلاف کوئی راستہ نہیں رکھا“

پھر اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے ”فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ سے منسوخ کر دیا۔<sup>2</sup>

اسی طرح ”صفوة التفاسیر“ میں آیت مبارکہ ”وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ“ کے تحت ہے کہ اس آیت کا حکم سورہ توبہ کی آیت ”وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً“ سے منسوخ ہے۔ اور بعض علما نے فرمایا کہ اس آیت مبارکہ کا حکم اس کے بعد والی آیت مبارکہ ”وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ“ سے منسوخ ہے۔<sup>3</sup>

1 النساء: ۹۰

<sup>2</sup> رازی، امام ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، سہیل اکیڈمی، لاہور، ۱۴۰۰ھ، ج ۳، ص ۸۱

<sup>3</sup> صابونی، شیخ محمد علی، صفوة التفاسیر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۱۱۲

## اسلام کا تصور جہاد

فقہ اسلامی کی تمام مروجہ اور اعلیٰ درجے کی کتب جیسا کہ شمس الانمہ امام شمس الدین سرخسی کی "مبسوط"، سید الفقہاء والمحققین محمد امین ابن عابدین شامی کی "رد المحتار"، علامہ محمد بن محمود بابر ترقی کی "عنایہ" وغیرہا میں بھی واضح طور پر یہ حکم نسخ بیان کر دیا گیا ہے۔ اب قرآن پاک کا حکم نسخ مطلق و عام ہے کہ کفار سے جہاد کیا جائے اور جہاد بالقتال کا یہ حکم اب قیامت تک ہر زمان و مکان کے لیے ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ پاک نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ<sup>1</sup>

"اور ان کفار سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور صرف اللہ کا دین قائم ہو جائے"

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "الجامع الاحکام القرآن" میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"الاولی: قوله تعالى: [وقاتلوهم] امر بالقتال لكل مشرك في كل موضع ، على من راها ناسخة - و من راها غير ناسخة قال: المعنى: قاتلوا هؤلاء الذين قال الله فيهم: [فان قتلوكم]، والاول اظهر، وهو امر بقتال مطلق لا بشرط ان يبدأ الكفار - دليل ذلك قوله تعالى - [ويكون الدين لله]، و قال عليه السلام: امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله - فدللت الآية والحديث على

<sup>1</sup> الانفال: ۳۹

## اسلام کا تصورِ جہاد

ان سبب القتال هو الكفر ، لانه قال : [ حتى لا تكون فتنه ] ، ای: کفر، فجعل الغاية عدم الكفر، وهذا ظاهر - قال ابن عباس و قتادة والريبع والسدي و غيرهم : الفتنه هنا الشرك وما تابعه من أذى المؤمنين<sup>1</sup>“

”اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (وقاتلوهم)۔ اس آیت مبارکہ میں ہر مشرک سے ہر مقام پر قتال کا حکم دیا گیا ہے، ان علما کے مطابق جو اس آیت مبارکہ کو آیتِ ناسخہ مانتے ہیں۔ اور جو اس آیت مبارکہ کو ناسخہ نہیں مانتے، ان کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ ان سے قتال کیا جائے گا جو تم سے قتال کریں، کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (فان قتلوکم)۔ پہلا موقف زیادہ روشن اور واضح ہے کہ کفار کی طرف سے ابتدا کی شرط کے بغیر مطلقاً ان سے قتال کا حکم ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فرمان ہے: ”ویكون الدين لله“ (اور صرف اللہ کا دین قائم ہو جائے) ، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دیں۔ پس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار سے قتال کا سبب ”کفر“ ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”حتى لا تكون فتنه“ (یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے) یعنی کفر باقی نہ رہے۔ پس قتال کا مقصد کفر کا مکمل خاتمہ ہے یہ بالکل واضح ہے۔ حضرت ابن عباس، قتادہ، ربیع اور سدی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا یہاں فتنہ سے مراد شرک اور اس سے ملحق مسلمانوں کو دئی جانے والی اذیت ہے۔“

<sup>1</sup>الجامع لاحکام القرآن، ج ۳، ص ۲۴۶

## اسلام کا تصور جہاد

سورہ توبہ میں ہی ایک اور مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

فَاتَّبِعُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۖ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى  
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ<sup>1</sup>

”ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ  
اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول  
نہیں کرتے ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ عاجز ہو کر اپنے ہاتھ  
سے جزیہ دیں۔“

اسی طرح مالک دو جہاں حاکم حقیقی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ  
وسلم کو جہاد کا حکم دیتے ہوئے سورہ توبہ جو کہ تصریح ائمہ مفسرین کے مطابق فتح مکہ  
کے بعد نازل ہوئی<sup>2</sup>، میں ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمُ

جَهَنَّمُ ۗ وَبَشِّرِ الْمَصِيئِينَ<sup>3</sup>

<sup>1</sup>التوبہ: ۲۹

<sup>2</sup>الحجة الموقنتة فی اية المممتحنة، رسائل رضویہ، ج ۱، ص ۱۱۰

<sup>3</sup>التوبہ: ۷۳

## اسلام کا تصور جہاد

" اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے "

پھر اسی سورہ میں ارشاد فرمایا: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً " <sup>1</sup>

" اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں " اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام احمد رضا قادری "المحجة الموقنة" فی اية الممتحنة " فرماتے ہیں:

" یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے۔ حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہو جائے تو اب جو اس سے نزدیک ہیں وہ پاس والے ہوئے وہ زیر ہو جائیں تو اب جو ان سے قریب ہیں یونہی یہ سلسلہ شرقاً غرباً منتہاے زمین کو پہنچے اور بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور بعونہ تعالیٰ ایسا ہی بروجہ اتم و کمال زمانہ امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونے والا ہے " <sup>2</sup>

"مقالات عصریہ" میں دفاعی جہاد کے نظریہ پر مشتمل تحریر دیکھ کر مزید حیرت یہ ہوتی ہے کہ ڈاکٹر حسین قادری نے ان تمام ائمہ دین کے اقوال کو یکسر مسترد و نظر انداز کر کے اپنے موقف کی تائید میں فقط ایک مجہول و غیر معروف

<sup>1</sup> التوبة: ۱۲۳

<sup>2</sup> المحجة الموقنة فی اية الممتحنة، رسائل رضویہ، ج ۱، ص ۱۱۱

## اسلام کا تصورِ جہاد

شخصیت پروفیسر عبدالعلیم کی انگریزی عبارت کو ایسے نقل کیا ہے<sup>۱</sup> جیسے پروفیسر موصوف ان تمام اکابرین امت سے زیادہ قرآن و حدیث کا علم رکھتے ہوں۔ "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم"۔

### علتِ قتال

اسی طرح ایک اور بحث ڈاکٹر موصوف نے "علتِ قتال" کی فرمائی ہے۔ ایک صفحہ پر کفار سے "علتِ قتال" کفر نہیں بلکہ "محاربہ و جارحیت" کو بیان کیا ہے اور دوسرے صفحہ پر "سورہ شوریٰ" کی روشنی میں ظلم و جور اور سرکشی و بغاوت کو "علتِ قتال" قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اگر قتال کی علت "کفر" ہو تو پھر مسلمانوں پر بلا شرط تمام غیر مسلموں کے خلاف قتال فرض ہو جاتا ہے اور اگر قتال کی علت کفر نہیں بلکہ "محاربہ و جارحیت" ہے، تو پھر صرف انہیں لوگوں سے جنگ کی جاسکتی ہے جو اسلامی ریاست کے امن و امان کو نابود کرنے کے لیے اس کے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہیں اور جارحیت کا ارتکاب کرتے ہیں"<sup>۲</sup>

یہ فقیر قادری عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر حسین قادری کا "علتِ قتال" کفر کی بجائے صرف "جارحیت و محاربہ" کو قرار دینا درست نہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے

<sup>۱</sup> مقالات عصریہ ج ۱، ص ۹۱

<sup>۲</sup> ایضاً، ص ۸۸



## اسلام کا تصورِ جہاد

مطابق ظلم و سرکشی بھی قرآن پاک کی روشنی میں "علتِ قتال" ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا شرک ظلم نہیں؟ جبکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں واضح بیان فرمادیا کہ: "ان الشرک لظلم عظیم" <sup>۱</sup> (بے شک شرک ضرور ظلم عظیم ہے) اور کیا کفر اللہ رب العزت کے خلاف سرکشی و بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے، اس سے بڑی سرکشی و بغاوت اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان حاکمِ حقیقی و خالقِ حقیقی، معبودِ برحق اللہ رب العزت کے وجود اور اس کی الوہیت و حاکمیت کا انکار کر دے؟ مزید یہ کہ "علتِ قتال" کی جو تعبیر ڈاکٹر حسین قادری نے بیان کی ہے وہ مفسرینِ کرام اور فقہائے اسلام کی تعبیر سے متضاد ہے۔ مفسرین اور فقہاء کے نزدیک "علتِ قتال" کفر اور کفار میں موجود "قابلیتِ قتال" ہے کہ کفار سے جہاد کے دوران صرف اسی سے قتال کیا جائے گا جو قتال کی قابلیت رکھتا ہو۔ کفار کے بچے، عورتیں اور وہ افراد جو قتال کی اہلیت و قابلیت نہیں رکھتے ان سے قتال نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ امام ابن ہمام نے "فتح القدیر" میں "علتِ قتال" اور اس سے متعلقہ مسائل کی وضاحت فرمائی ہے۔ لہذا علتِ قتال سے مراد یہ لینا کہ صرف ان کفار سے مدافعت جہاد کیا جائے گا جو کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں یہ قرآن و سنت اور ائمہ فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔ شاید ڈاکٹر صاحب بھول گئے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکرین ختم نبوت اور منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد میں "علتِ قتال" محاربہ و جارحیت نہیں بلکہ کفر و ارتداد کا خاتمہ اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی و دفاع ہے جو کہ جہاد کی بنیادی تعریف سے ہی مکمل طور پر واضح ہو جاتا

<sup>۱</sup> القمان: ۱۳

---

اسلام کا تصور جہاد

---

ہے۔ جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”عمدة القاری شرح صحیح بخاری“ میں جہاد کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بذل الجہد فی قتال الکفار لاعلاء کلمۃ اللہ“<sup>1</sup>

”اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کے دین کی سر بلندی) کے لیے کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا“

اسی طرح امام ابن ہمام نے ”فتح القدیر“ میں اور علامہ بابر ترقی حنفی نے ”عنایہ“ اور علامہ زین الدین نجیم مصری نے ”بحر الرائق“ میں جہاد کی درج ذیل تعریف بیان کی ہے:

”الجهاد هو الدعاء الى الدين الحق والقتال مع من امتنع من القبول بالنفس والمال“<sup>2</sup>

”دین حق کی طرف دعوت دینا اور جو اس دعوت کو قبول نہ کرے اس کے ساتھ جان و مال سے جنگ کرنا جہاد ہے“

---

<sup>1</sup> عینی، علامہ بدر الدین، عمدة القاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء، ج ۱۴، ص ۱۰۹

<sup>2</sup> مصری، زین الدین نجیم، بحر الرائق، کتاب السیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، ج ۵، ص ۱۱۹

بابرتی، علامہ محمد بن محمود، عنایہ، پست مشن پریس، کلکتہ، ۱۲۵۳ھ، ۱۸۳۷ء، ج ۲، ص ۵۴۱

## اسلام کا تصور جہاد

ان کا برین امت کی بیان کردہ دونوں تعریفوں سے جہاد کی تعریف کے ساتھ ساتھ ”علت قتال“ بھی مکمل طور پر سمجھ آ جاتی ہے کہ کفر کا خاتمہ اور دین اسلام کی سر بلندی ”علت قتال“ ہے، اسی طرح ”مسند احمد“ کی حدیث یک: ”اخرجوا بسم الله، تقاتلون في سبيل الله من كفر بالله“<sup>1</sup> (اللہ کا نام لے کر نکل پڑو، تم اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو گے جنہوں نے اللہ کا انکار کیا) سے بھی ”کفر“ کا علت قتال ہونا واضح ہے۔ تفسیر قرطبی کے حوالے سے بھی کفر کا علت قتال ہونا اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ ”اگر قتال کی علت ”کفر“ قرار دی جائے تو پھر تمام غیر مسلموں کے خلاف جہاد فرض ہو جاتا ہے“، تو اس کا ایک جواب تو اوپر دیا جا چکا ہے کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہائے کرام نے واضح کیا ہے کہ جہاد کے دوران قتال صرف اسی سے کیا جائے گا جو قتال کی قابلیت رکھتا ہو۔ جو قتال کی اہلیت و قابلیت ہی نہ رکھتے ہوں مثلاً بچے، بوڑھے اور خواتین وغیرہ تو احادیث مبارکہ میں موجود حکم کے مطابق ان کو قتل نہیں کیا جائے گا، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جہاد کے مباح و واجب ہونے کی کچھ شرائط ہیں اور اس کا شریعت اسلامیہ میں ایک مکمل نظام دیا گیا ہے۔ ائمہ فقہاء نے صراحتاً یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ کفار سے جہاد کرنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دی جائے گی اور اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتے تو مشرکین عرب اور مرتدین کے علاوہ جو دیگر کفار ہیں ان کو کہا جائے کہ جزیہ دو اور اس جزیہ کے بدلے میں ان کفار کی جان، مال، عزت اور آبرو کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوگی اور اگر کفار جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو تب

<sup>1</sup> مسند احمد، حدیث: ۲۷۲۸

## اسلام کا تصورِ جہاد

ان سے قتال کیا جائے گا۔<sup>1</sup> جہاد میں ابتدا کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھا جائے گا کہ کہیں ہمارا ان سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تو نہیں، اور وہ آیات مبارکہ اور اکابرِ علمائے دین کی عبارات جن میں کہا گیا کہ جہاد میں پہل کرنا واجب ہے ان کے بارے میں امام احمد رضا قادری آل رسولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”ان کا تعلق سلاطین اسلام و عساکر اسلام اصحاب خزان و اسلحہ و استطاعت سے ہے۔“<sup>2</sup>

جیسا کہ شریعت اسلامیہ کا قاعدہ ہے کہ ”ہر فرض بقدر قدرت و ہر حکم بشرط استطاعت ہے“<sup>3</sup>

سابقہ آسمانی کتابوں میں جہاد کا حکم

پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی واضح انداز میں جہاد میں پہل کرنے کا حکم ملتا ہے۔ جیسا کہ تورات میں کتاب استثنا کے باب ۲۰ میں ہے کہ جنگ کرنے سے پہلے

<sup>1</sup> کاسانی، ملک العلماء علامہ ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ، ج ۷، ص ۱۰۱-۱۰۰

<sup>2</sup> بریلوی، امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۸ء، ج ۱۴، ص ۴۶۴

<sup>3</sup> ایضاً، ج ۱۴، ص ۱۷۴

### اسلام کا تصورِ جہاد

مخالفین کو صلح کا پیغام دیا جائے اور اگر وہ صلح کر لیں تو تیرے خدمت گزار بن کر زندگی گزاریں اور اگر صلح نہ ہو پائے تو پھر جنگ کی جائے اور ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالا جائے:

”جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اُس کے نزدیک پہنچے، پہلے اُسے صلح کا پیغام دینا۔ اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لیے کھول دے تو وہاں کے باشندے تیرے باج گزار بن کر تیری خدمت کریں۔ اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اُس کا محاصرہ کرنا۔ اور جب خداوند تیرا خدا اُسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔“<sup>1</sup>

حتیٰ کہ مروجہ تورات میں تو یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ جنگ کے دوران مفتوحہ علاقوں کے ہر ذی نفس انسان کو قتل کر دینا اور ہر دشمن قبیلہ کو خدا کے حکم کے مطابق نیست و نابود کر دینا:

”ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔ بلکہ تو ان کو یعنی جیتی اور اموری اور کنعانی اور فرزی اور حوی اور یبوسی قوموں کو جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے بالکل نیست کر دینا۔“<sup>2</sup>

<sup>1</sup> استثناء، باب ۲۰: ۱۳-۱۰

<sup>2</sup> استثناء، باب ۲۰: ۱۷-۱۶

اسلام کا تصور جہاد

## سابقہ آسمانی کتابوں میں بیان کیا گیا فلسفہ قتال

اب اس جنگ اور قتال کا فلسفہ بیان کیا جاتا ہے کہ آخر یہودیت میں اس قتال عظیم کا حکم کیوں دیا گیا، اس کی کیا وجہ ہے۔ تورات میں جہاں اتنے بڑے قتال کا حکم دیا گیا وہیں ساتھ اس کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ کہیں یہ گمراہ لوگ تمہیں بھی گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں خدا کے سیدھے راستے سے بھٹکا کر کفر و شرک اور گناہ کے راستے پر نہ لے جائیں اور تم کو وہ مکروہ کام نہ سکھادیں جو وہ اپنے باطل معبودوں کے لیے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ کتاب استثنا کے باب ۲۰ کی آیت میں ہے:

”تاکہ وہ تم کو اپنے سے مکروہ کام نہ سکھائیں جو انہوں نے اپنے دیوتاؤں کے لیے کیے ہیں اور یوں تم خداوند اپنے خدا کے خلاف گناہ کرنے لگو۔“<sup>۱</sup>

خیال رہے کہ تورات وہ آسمانی کتاب ہے جو کہ یہود و نصاریٰ دونوں کے لیے حجت ہے کہ اس پر یہودی اور عیسائی دونوں ایمان رکھتے ہیں۔

حدیث مبارکہ بطور حرف آخر

اب یہ فقیر امام بخاری و مسلم کی ”صحیحین“ میں روایت کردہ متفق علیہ حدیث پاک بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے جو کہ اس مسئلہ میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حدیث پاک کو شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن شرف النووی نور اللہ مرقدہ نے بھی اپنی ”اربعین“ میں نقل فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی

<sup>۱</sup> استثنا، باب ۲۰: ۱۸

## اسلام کا تصور جہاد

اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤوف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

”أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله، ويقيموا الصلاة، ويؤتوا الزكاة، فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله“<sup>1</sup>

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اگر انہوں نے ایسا کر لیا انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا سو ائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“

اس حدیث مبارکہ سے صراحتاً یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کفار سے قتال میں پہل کرنا فرض ہے، یہاں تک کہ وہ توحید و رسالت کی گواہی دیں اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ بھی ادا کریں۔ مطلب اسلام اور اس کے پورے نظام کو قبول کریں، اسی لیے توحید و رسالت کی گواہی کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ کا بھی واضح ذکر کیا گیا ہے۔ اگر وہ ان میں سے کسی بھی امر کا انکار کریں گے تو ان کے ساتھ قتال کیا جائے گا۔ اس حدیث پاک سے جہاد کا مقصد بھی واضح ہوتا ہے کہ جہاد کا مقصد خدا

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث: ۲۲

صحیح بخاری، حدیث: ۲۵

## اسلام کا تصورِ جہاد

کی زمین پر خدا کے دین کو، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کرنا ہے۔ مزید یہ کہ اسی دلیل کی بنیاد پر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد کے مجاہدین جہاد کا علم لے کر نکلے اور پورا عرب، ایشیا، یورپ اور افریقہ میں بڑی بڑی ریاستوں کو فتح کیا اور وہاں پر دینِ اسلام کا پرچم لہرایا۔

## جہاد میں ابتدا کیوں فرض ہے

اب سوال یہ ہے کہ جہاد میں ابتدا کیوں فرض ہے؟ تو اس کا جواب ہے کہ دنیا میں جتنے بھی ادیان اور نظام موجود ہیں یا تو وہ الہامی ہیں یا انسانی، اور الہامی ادیان میں سے اسلام کے علاوہ تمام کے تمام اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں، ان میں تحریف واقع ہو چکی ہے۔ باقی رہ گیا انسان کا بنایا ہوا نظام تو کیا یہ ممکن ہے کہ حاکم حقیقی اور اس کائنات کے خالق حقیقی کو چھوڑ کر اس کائنات کو ایک کمزور، مجبور اور خواہشاتِ نفسانی کے مارے ہوئے انسان کے بنائے ہوئے نظام اور قانون کے مطابق چلایا جاسکے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ ایک انسان جس کی کمزوری اور بے بسی کا یہ عالم کہ وہ اس دنیا میں خود آسکتا ہے نہ خود جاسکتا ہے، جس کی زندگی اور موت اس کے اپنے اختیار میں نہیں، جس کا علم و قدرت انتہائی محدود، جو اپنے جسم میں موجود روحِ حیات تک سے غیر معروف و مجہول، کہ نہیں جانتا کہ زندگی کیا ہے؟ روح کیا ہے؟<sup>1</sup> تو ایسے انسان کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق کیسے دنیا کو چلایا جاسکتا

<sup>1</sup> تہذیبِ زندہ، بجاں جانِ نہانی، توازنِ جاں زندہ و جانِ رائے دانی

تیر ابدن مخفی جان کی وجہ سے زندہ ہے، تو جان کے سبب زندہ ہے اور جان کو نہیں جانتا (فتاویٰ رضویہ ۶۰۰/۲۶)



## اسلام کا تصور جہاد

ایسے نظام کا نتیجہ سوائے ظلم و بربریت، ہلاکت اور سفاکت کے سوا کچھ نہیں۔ اس کا تاریخی ثبوت دیکھنا ہو تو آج جمہوریت، آمریت، سوشلزم اور کیپٹل ازم جیسے انسانی نظریات پر مشتمل قوانین سے چلائی جانے والی تمام ریاستیں دیکھ لیں۔ مزید یہ کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے الہامی و ربانی افکار اور قوانین کی بنیاد پر قائم کی جانے والی ریاست مدینہ بھی دیکھ لیں جس کے بانی اور امیر خالق حقیقی کے خلیفہ اکبر سیدنا محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ الہامی قوانین کی بنیاد پر تشکیل پانے والی اور انسانی قوانین کے مطابق قائم کی جانے والی ریاستوں کا فرق واضح ہو جائے گا۔

## اسلامی قوانین پر قائم کی گئی ریاست مدینہ

خداے علیم و قدیر کے بتائے ہوئے قوانین کے مطابق قائم کی جانے والی ریاست مدینہ کا نظم و نسق دیکھو، اس کا نظام عبادت ہو یا نظام سیاست و حکومت، اس کا معاشرتی نظام ہو یا نظام معیشت و تجارت، نظام عدل و انصاف ہو یا نظام تعلیم و تربیت ہر ایک نظام ایک مثالی (Ideal) نظام ہے، جس کا نتیجہ تصور توحید پر مشتمل ایک اعلیٰ درجے کی ”انسانی تہذیب“ کی تشکیل کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ تہذیب ہی دراصل ”اسلامی تہذیب“ ہے کہ جس کی بنیاد ہی یہ ہے کہ حاکم حقیقی و مالک حقیقی، حقیقی معبود و موجود بس ایک اللہ ہے۔ کسی انسان کو حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو اپنے آگے جھکائے، خود کو اس سے سجدہ کروائے، عوام پر حاکم حقیقی بن کر بیٹھ جائے اور اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے۔ یہی تصور توحید تھا کہ

## اسلام کا تصورِ جہاد

ریاست مدینہ میں ایسے تہذیب یافتہ معاشرے کی تشکیل پائی کہ جہاں انسانیت اپنے عروج پر ہے۔ خدا کو جواب دہی کے تصور کی وجہ سے خدائی قوانین کے مطابق عدل و انصاف اس معاشرے کا بنیادی اصول ہے۔ جہاں عزت کا معیار حسب و نسب نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ جہاں خدائی قانون کے سامنے سب برابر ہیں، کسی گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ علم کا حصول جہاں عبادت ہے۔ محبت، وفا، شرم و حیا، طہارت اور پاکیزگی جس معاشرے کی فضا ہے۔ جہاں کے انسان خواہشات نفسانی سے یکسر آزاد ہیں۔ جن کو اپنے حقوق لینے کی بجائے دوسروں کو حقوق دینے کی فکر ہے۔ جہاں آقا ہو کہ غلام، مرد ہو یا عورت، سب عاجزی و انکساری کے پیکر ہیں اور عفو و درگزر ان کا شعار ہے۔

## مغربی افکار پر قائم کردہ معاشرہ

اس کے مقابلے میں آج کی انسان پرستی اور مغربی جمہوریت کے اصول پر تشکیل پانے والی مغربی تہذیب دیکھیں کہ جہاں خدا کی بجائے عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں۔ جہاں خدائی قوانین کی بجائے انسان کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق انسان ہی کی حکومت ہے۔ جہاں انسان اپنے زعم فاسد میں خود ہی خدا بنا بیٹھا ہے اور یہ وہ تہذیب ہے جو آج پوری دنیا پر غالب ہے۔ آج مغربی تہذیب کے حامل ممالک کو دیکھیں تو انتہائی افسوس ناک اور عبرت ناک صورت حال سامنے آتی ہے۔ پتا چلتا ہے کہ یہ مغربی تہذیب یافتہ معاشرہ کس طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور انسانیت کے مقام سے کتنا گر چکا ہے۔ جہاں شیطانیٹ نگانچ ناچ رہی ہے۔ جہاں خدا کا تصور مسخ ہو چکا ہے۔ زنا کرنا، جو اکیلنا اور شراب نوشی جیسی معاشرتی بیماریاں ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہیں۔ جہاں ماں، بہن اور میاں، بیوی جیسے دینی رشتوں کا تصور

## اسلام کا تصورِ جہاد

اور ان کی اہمیت دم توڑ چکی ہے۔ جہاں حدود و قصاص جیسی سزاؤں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں جو کہ کسی بھی معاشرے کے امن کی ضامن ہو ا کرتی ہیں۔

## ریاستِ امریکہ کی ایک جھلک

اب ان مغربی ممالک میں سے صرف امریکہ میں جاری انسانیت سوز جرائم اور ظلم و بربریت سے متعلقہ کچھ حقائق بیان کیے جاتے ہیں، جو کہ ڈاکٹر عبدالغنی فاروق نے اپنی کتاب ”یہ ہے مغربی تہذیب“ میں مختلف اخبارات کے حوالے سے تحقیق کے ساتھ بیان کیے ہیں۔<sup>1</sup> ۱۹۸۴ء میں صرف امریکہ میں ۶۰ لاکھ جرائم ہوئے جن میں سے ۲۶ ہزار جرائم قتل تھے۔ اور ۱۹۹۱ء میں یہ شرح قتل بڑھتے ہوئے بیالس ہزار تک جا پہنچی ہے۔ اسی طرح امریکی سینٹ کے ارکان پر مشتمل عدالتی کمیٹی کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں ہونے والے جرائم کی مجموعی تعداد برطانیہ، فرانس، جرمنی، کینیڈا اور جاپان میں ہونے والے جرائم سے دو گنا زیادہ ہے اور یہ جرائم وبا کی طرح امریکہ میں پھیل چکے ہیں۔ اسی طرح چوری اور ڈاکہ زنی کا معاملہ دیکھیں تو صرف امریکہ میں ۱۹۹۳ء میں سولہ لاکھ گاڑیاں چوری ہوئیں اور اس چوری سے ہر ۵۰ گھرانوں میں سے ایک گھرانہ متاثر ہوا۔ امریکی سرجن جنرل جو ائن لان ایلڈرز کے مطابق امریکہ میں ہر سال ۵۰ ہزار افراد تشدد کے ساتھ ہلاک کیے جاتے ہیں اور امریکہ میں نوجوانوں کے قتل کی شرح دوسرے کئی ممالک سے بہت زیادہ ہے، حتیٰ کہ بعض ممالک سے ۲۰ گنا زیادہ ہے۔ امریکہ میں ہر ۵ منٹ بعد ایک

<sup>1</sup> فاروق، ڈاکٹر عبدالغنی، یہ ہے مغربی تہذیب، کتاب سرائے، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۹۸-۱۹۴

## اسلام کا تصور جہاد

زنا بالجبر ہوتا ہے اور ۹۰ فیصد عورتیں خوف یا کسی اور وجہ سے مجرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کی بجائے خاموش رہتی ہیں۔ امریکہ کی ۱۸ سال سے کم عمر نوجوان نسل میں سے ۱۲ فیصد کسی نہ کسی ذہنی مرض یا الجھن میں مبتلا ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں جتنے بھی لوگ امریکہ میں مرے ان میں سے ۲۹۷۶۰ لوگوں نے خودکشی کی۔ جبکہ کثرت زنا اور ہم جنس پرستی کی وجہ سے ۳۳۵۹۰ لوگ موت کا شکار ہوئے اور ۲۶۵۷۰ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے اپنے ہی باپ یا بھائی نے قتل کیا۔ جنوبی امریکہ میں جرائم کا یہ عالم ہے کہ وہاں پاگل مریضوں کو خود ہلاک کر کے ان کے اعضا فروخت کر دیے جاتے ہیں اور ان مریضوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لاپتہ ہو گئے ہیں۔ ۱۵ سال میں ار جنٹائن کے صرف ایک ہسپتال میں ۱۳۹۵ مریض ایسے ہیں جن کے بارے میں یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ مریض لاپتہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح لون اسٹار کالج امریکہ کے ایک انڈین پروفیسر ڈاکٹر غلام زر قانی جو کہ خود مدافعتیہ نظریہ جہاد کے قائل ہیں، اگرچہ ان کا مدافعتیہ جہاد کا نظریہ تھوڑا سا مختلف ہے، انہوں نے اپنی کتاب ”اسلام زدپہ کیوں؟“ میں امریکہ میں ہونے والے جرائم سے متعلق ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۴ء کی کچھ رپورٹس سے حقائق نقل کیے ہیں۔ یہ وہ حقائق و شماریات ہیں جو کہ ایف بی آئی نے امریکہ ہی کے قانونی اور تعلیمی اداروں سے لے کر شائع کیے ہیں۔ ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۲ء میں امریکہ کے ۱۸۰۰۰ شہروں میں فی ۴.۳۵ سیکنڈ ایک قتل، فی ۶.۲ سیکنڈ ایک زنا بالجبر، فی ۱.۵ سیکنڈ ایک چوری، فی ۴.۵ سیکنڈ ایک نازیبا حرکت ہوتی ہے۔<sup>1</sup> ۲۰۱۴ء میں پورے امریکہ کے

<sup>1</sup> زر قانی، ڈاکٹر غلام زر قانی، اسلام زدپہ کیوں؟، دارالاحیاء، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۲۱۶

## اسلام کا تصورِ جہاد

حوالے سے جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے مطابق:

- ۳۵ فیصد عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔
- ۷۰ فیصد مقتولہ عورتیں اپنے شناساؤں کے ذریعہ ماری جاتی ہیں۔
- ۸۲ فیصد عورتیں جیل کی ہوا کھانے والی عورتیں ہوتی ہیں، جو صغر سنی ہی میں جنسی دست درازی کا شکار ہو جاتی ہیں۔
- دس میں سے تین عورتیں اور ایک مرد جنسی دست درازی کا شکار ہوتے ہیں۔
- ۶۰ فیصد بچے تشدد، جرائم اور دست درازی میں ملوث ہوتے ہیں۔
- ۱۹.۳ فیصد عورتیں اور ۱.۷ فیصد مرد اپنی زندگی میں زنا کا شکار ہوتے ہیں۔<sup>1</sup>

یہ ہے مغربی تہذیب یافتہ ممالک میں سے صرف ایک ملک امریکہ کی ہلکی سی جھلک۔ الامان الحفیظ۔ اور یہی مغربی تہذیب یافتہ امریکہ ہے کہ جس نے برطانیہ کے ساتھ مل کر جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر ظلم و بربریت کی وہ داستان رقم کی کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اس ایٹمی حملے میں دیکھتے ہی دیکھتے دو سے تین لاکھ افراد موقع پر جاں بحق ہو گئے اور آج بھی وہاں پیدا ہونے

<sup>1</sup> ایضاً

## اسلام کا تصورِ جہاد

والے بچے اسٹیج جراثیم کی وجہ سے معذور پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان مغربی ممالک کی آپس میں لڑی جانے والی صرف دو جنگوں، جنگِ عظیم اول اور جنگِ عظیم دوم کا تاریخی و تحقیقی مطالعہ کیا جائے تو انسان کی روح تک کانپ اٹھتی ہے کہ ظالموں نے اپنی اپنی حکومت اور اقتدار کی خاطر کیا کیا ظلم کیے۔ صرف جنگِ عظیم اول میں ۹۰ لاکھ جنگجو اور ۷۰ لاکھ عام افراد موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ دو کروڑ دس لاکھ افراد سے زائد زخمی ہوئے اور پچاس لاکھ وہ افراد ہیں جو مختلف بیماریوں، بھوک اور برے حالات کے سبب موت کا شکار ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

## عیسائی مستشرق کی فکری دہشت گردی

اب مثال کے طور پر عیسائی مستشرقین میں سے ایک عیسائی مستشرق کے کچھ اقوال ”نقل کفر کفر نہ باشد“ کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں کہ جن مستشرقین کے پروپیگنڈا سے مرعوب ہو کر بعض کمزور فکر کے مسلمان دفاعی جہاد کے نظریہ کو پیش کر رہے ہیں وہ مستشرقین کیا عزائم رکھتے ہیں اور وہ کیا افکار و نظریات اپنی عوام کے سامنے بیان کر رہے ہیں۔ فرانس کا ایک شدت پسند عیسائی مستشرق کیون اپنی کتاب ”بائیولوجیکل اسلام“ میں مسلمانوں کے خلاف اپنی دہشت گردی پر مشتمل سوچ کو یوں بیان کرتا ہے:

”دین محمد ﷺ ایک ایسا جزام ہے (نعوذ باللہ من ذلک) جو بڑی شدت کے ساتھ عالمِ انسانیت میں اپنی جڑیں جما کر جسدِ انسانیت کے جملہ اعضا کو ایک ایک کر کے تباہ و برباد کرتا جا رہا ہے۔ اسلام ایک خوفناک مرض اور پورے کے پورے جسد

## اسلام کا تصورِ جہاد

انسانیت کے لیے ایک طرح کا فالج ہے۔ یہ ایک ایسی دیوانگی ہے جو انسان کو گوشہ نشین بنا کر اسے کاہلی، غفلت اور سستی کا عادی بنا دیتی ہے۔ اولاً تو یہ دیوانگی مسلمان کا پیچھا چھوڑتی ہی نہیں اور اگر چھوڑتی ہے تو اسے غفلت و کاہلی سے بیدار کرنے کے لیے نہیں بلکہ یہ اسے اس لیے بیدار کرتی ہے تاکہ وہ بے گناہ انسانوں کا خون بہائے، شراب نوشی کرے اور ہر طرح کے فتنہ و فساد کو برپا کرنے کے لیے مصروف رہے، محمد ﷺ کی قبر (نعوذ باللہ من ذلک) ایک ایسا پاور اسٹیشن ہے کہ جہاں سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں جنون و دیوانگی کی لہریں پیدا کی جاتی ہیں۔ اس قبر کو دیکھ کر مسلمانوں کو مرگی اور عقلی مدہوشی اور حواس باختگی کے ایسے دورے پڑنے لگتے ہیں کہ جو ختم ہونے کا نام تک نہیں لیتے۔ جب مسلمان اس کی زیارت کر کے واپس لوٹتے ہیں تو ان کی اصل طبیعتیں بالکل مسخ ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور وہ صحیح معنوں میں ایسے درندے بن چکے ہوتے ہیں کہ جنہیں شراب اور موسیقی سے نفرت و عداوت کے ماسوا کسی دوسری چیز کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ پس اسلام سارے کا سارا سنگدلی اور لذت کشی میں ڈوب جانے کے سوا کچھ نہیں۔“<sup>1</sup>

اپنی مذہبی و فکری دہشت گردی کو بیان کرتے ہوئے یہ عیسائی مستشرق مزید لکھتا ہے:

”میرا اعتقاد ہے کہ کم از کم مسلمانوں کی کل آبادی کے پانچویں حصہ کو تو بالکل

<sup>1</sup> علامہ جلال عالم، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، مترجم محمد کفایت اللہ، دارالبلاغ، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۹، بحوالہ القومیۃ والغزو الفکری ص ۱۹۲

## اسلام کا تصورِ جہاد

تباہ و برباد کر دینا چاہیے۔ ایسا کرنا یورپ کے مادی و معنوی وجود کو برقرار رکھنے کے لیے انتہائی طور پر واجب ہے اور پھر باقی جو مسلمان بچیں ان میں سے چوتھے حصہ کو محنت و مزدوری اور انتہائی مشقت طلب کاموں میں جبراً و قہراً لگا دینا چاہیے۔ ہم یورپ والوں کے لیے واجب ہے کہ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) ہم کعبہ کو گرا دیں اور محمد ﷺ کی قبر کو پھاڑ کر اس کے اندر سے ان کی نعش اور ان کی ہڈیاں نکال کر لو فر کے عجائب خانہ کی زینت بنائیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)۔<sup>1</sup>

## خلافت راشدہ کا قیام

عیسائی مستشرق کے مندرجہ بالا اقتباسات کا مطالعہ کرنے کے بعد عقل انسانی پوچھتی ہے: کیا دنیا ایسے ظالم و خون خوار جانوروں سے بھی بدتر انسانوں کے حوالے کر دی جائے اور ایسے وحشی انسانوں کے بنائے ہوئے نظام کے حوالے کر دی جائے جن کی فطرت انسانیہ کلیہً مسخ ہو کر فطرت شیطانیہ ہو چکی ہے۔؟ نہیں! تو پھر کن لوگوں کے حوالے کی جائے اور کونسا نظام لایا جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دنیا کے جھوٹے خداؤں کی بجائے سچے معبود برحق کے عاجز خلفا کے حوالے کی جائے۔ وہ خلفا جو خدائے لم یزل کے احکام اور قوانین کے مطابق ہی اس دنیا کو چلائیں۔ وہ خلفا جو خود کو حاکم حقیقی نہیں بلکہ خود کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ”سید القوم خادمہم“ ”قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے“ کے مطابق خود کو قوم کا خادم سمجھیں۔ وہ خلفا جو خلفائے راشدین سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان

<sup>1</sup> ایضاً ص: ۱۲۰



### اسلام کا تصور جہاد

غنی اور سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرح خلافت علیٰ منہاج النبوة، خلافت راشدہ قائم کریں جیسا کہ ان خلفا نے مدینہ کی ریاست میں کی تھی اور جو خلافت راشدہ ایک دفعہ پھر سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفضل خدا قائم کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق جن کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر اور جن کے والد کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کے نام مبارک پر ہو گا اور وہ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھر گئی تھی۔<sup>1</sup> اور ایسا ہو کر رہے گا واللہ ہو کر رہے باللہ ہو کر رہے گا تاللہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ یہ فرمان امام الصادقین والخاتم النبیین کا ہے۔ صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد والہ وسلم۔

محمد کاشف اقبال سروری قادری

فاضل الجامعۃ الاشرفیہ گجرات / استاذ شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی

۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ / ۲۹ مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعۃ المبارک

<sup>1</sup> امام حاکم، مستدرک، کتاب الفتن والملاحم، دار الفکر، بیروت، ج ۴، ص ۴۴۲

---

## اسلام کا تصور جہاد اسلامی جنگی قوانین اور امن

دنیا کے تمام الہامی مذاہب میں جنگ اور جہاد کا واضح حکم ملتا ہے۔ جنگ وہ مرحلہ ہے جس میں کسی بھی قوم کا سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ بعض مواقع پر یہ نقصان اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ اس نقصان کو پورا کرتے کرتے کئی دہائیاں گزر جاتی ہیں اور وہ نقصان پورا نہیں ہو پاتا، متاثرہ ریاست اور معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر عدل کے قوانین کو جنگ کے دوران بھی مد نظر رکھا جائے تو جنگ کے دوران ہونے والے جانی و مالی نقصان کو کم سے کم سطح پر لایا جاسکتا ہے۔ یہ عمل درست نہیں ہے کہ انسان دشمنی کی آڑ میں عدل کو ہی نظر انداز کر دیا جائے۔ جہاد کا حکم اور تعلیم تو تمام الہامی مذاہب میں ملتا ہی ہے مگر جہاد کا مقصد اور اس کے تفصیلی قوانین جتنی تفصیل سے دین اسلام میں ملتے ہیں دیگر کسی بھی مذہب میں نہیں ملتے۔ اسلام میں جہاد جارحانہ و مدافعانہ دونوں صورتوں میں فرض قرار دیا گیا ہے۔ مگر بعض مسلمان محققین مستشرقین کے پروپیگنڈا کا شکار ہو کر اقدامی جہاد کی فرضیت کا انکار کر بیٹھے ہیں اور جہاد کی صرف دفاعی قسم کے قائل ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ موقف قرآن و سنت اور تمام اکابر علمائے امت کے خلاف ہے۔ جہاد کی تعلیم و ترغیب کے ساتھ ساتھ اسلام میں واضح طور پر جہاد کا مقصد اور اس سے متعلق تمام قوانین تفصیل سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ جہاد کے مقصد اور اس کے قوانین کا مطالعہ کرنے سے مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ جہاد کا مقصد ہی دنیا سے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے اور اس کے قوانین دنیا میں قیام امن کے ضامن ہیں۔

## اسلام کا تصور جہاد

### اسلام میں عدل کی تاکید

دین اسلام میں جہاں جہاد کا حکم ہے وہیں پر ہر موقع پر عدل کو بھی قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت مبارکہ میں عدل کا حکم دیتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١﴾

”اے ایمان والو! اللہ کے لیے مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی بھی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کرو کہ وہ تقویٰ سے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لوگوں سے عدل کرنے اور حسن سلوک کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے جو کہ ان سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کرتے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ

<sup>1</sup> المائدہ: ۸

## اسلام کا تصور جہاد

دِيَارِكُمْ اَنْ تَبْرُوهُمْ وَتُفْسِدُوْا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ <sup>1</sup>

”اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا اس بات سے کہ جن لوگوں نے تم سے دین میں جنگ نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور ان سے عدل کرو بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

### احادیث مبارکہ میں بیان کردہ قوانین جنگ

اسی طرح احادیث مبارکہ میں واضح طور پر جہاد سے متعلق ایسے تفصیلی قوانین بیان کر دیے گئے ہیں جو کہ عدل اور امن کے ضامن ہیں کہ جنگ اور جہاد کے دوران ان پر عمل کا لازمی نتیجہ امن کا قیام ہے۔

### عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسلامی لشکر روانہ کرتے وقت لشکر کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرماتے۔ حضرت ابن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”ان رسول اللہ ﷺ نہی الذین قتلوا ابن ابی حقیق حین خرجوا الیہ ، عن قتل الولدان ولنسوان“

”رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی حقیق کی طرف قتال کے لیے جانے والے لشکر

<sup>1</sup> الممتحنہ: ۸

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا“<sup>1</sup>

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

”و جدت امرأة مقتولة في بعض مغازی رسول الله ﷺ، فنهى رسول الله ﷺ عن قتل النساء والصبيان“<sup>2</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں کسی عورت کو دیکھا جسے قتل کر دیا گیا تھا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے ( سختی) سے منع فرمادیا“

اسی طرح عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت کے حوالے سے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

” نهى رسول الله ﷺ عن قتل النساء والولدان“<sup>3</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کو خاص طور پر بچوں کے

---

<sup>1</sup> شرح معانی الآثار، حدیث: ۵۱۶۱

<sup>2</sup> جامع ترمذی: ۱۵۶۹

<sup>3</sup> المعجم الاوسط، حدیث: ۷۰۱۱

اسلام کا تصور جہاد

قتل سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”و ان رسول الله ﷺ لم يكن يقتل الصبيان، فلا تقتل الصبيان“<sup>1</sup>

”بے شک رسول اللہ ﷺ (جنگ میں) بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، سو تم بھی بچوں کو قتل مت کرنا“

ایک اور حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ نے انتہائی خوبصورت انداز میں بچوں کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”خياركم ابناء المشركين - الا! لا تقتل الذرية“<sup>2</sup>

”تم میں سے بہترین لوگ بھی تو مشرکین ہی کے بچے تھے۔ خبردار! (جنگ کے دوران) بچوں کو قتل نہ کرنا“

ایک غزوہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ:

<sup>1</sup> صحیح مسلم: ۱۸۱۲

<sup>2</sup> بیہقی، امام ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، مجلس دائرة المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن، ۱۳۴۴ھ، ج ۹، ص ۷۷

---

## اسلام کا تصورِ جہاد

---

”قل لخالد: لا يقتلن امرأة ولا عسيفا۔ وفي رواية: لا تقتلن ذرية ولا عسيفا“<sup>1</sup>

”خالد سے کہنا: (مشرکین) عورتوں اور لوگوں کی خدمت کرنے والوں کو ہرگز قتل مت کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ: بچوں اور خدمت گاروں کو ہرگز مت قتل کرنا“

### بوڑھوں کے قتل کی ممانعت

حدیث پاک میں شیر خوار بچے، نابالغ بچے اور عورتوں کے قتل کے ساتھ بوڑھوں کو بھی قتل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ولا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا ولا صغیرا ولا امرأة“<sup>2</sup>

”کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، اور نہ کسی (شیر خوار) بچے کو اور نہ نابالغ بچے کو اور نہ کسی عورت کو“

---

<sup>1</sup>سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۸۴۲

سنن ابی داؤد: ۲۶۶۹

<sup>2</sup>سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۶۱۴

اسلام کا تصور جہاد

## اسلامی جنگی قوانین پر مشتمل ایک جامع حدیث

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”السنن الکبریٰ“ میں ایک روایت نقل فرمائی ہے، جس میں انتہائی احسن انداز میں تفصیل کے ساتھ وہ ہدایات نقل کی گئی ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ اسلامی لشکر کو مشرکین کی طرف روانہ کرتے وقت ارشاد فرماتے:

”ولا تقتلوا ولیدا طفلا، ولا امرأة، ولا شیخا کبیرا، ولا تغورن عینا، ولا تعقرن شجرة الا شجرة یمنعکم قتالا، ولا تمثلوا بآدمی ولا بیہیمة، ولا تغدروا ولا تغلوا“<sup>1</sup>

”کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا، کسی عورت کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، چشموں کو خشک اور ویران نہ کرنا، جنگ میں حائل درختوں کے سوا کسی درخت کو نہ کاٹنا، کسی انسان کا مثلہ نہ کرنا، کسی جانور کا مثلہ نہ کرنا، بد عہدی نہ کرنا اور چوری و خیانت نہ کرنا“

حضور نبی کریم ﷺ کا مبارک طریقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اسلامی لشکر کو جہاد پر روانہ فرماتے تو ہدایات فرماتے:

<sup>1</sup> السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۹، ص ۹۱-۹۰



## اسلام کا تصور جہاد

”اخرجوا بسم الله، تقاتلون في سبيل الله، من كفر بالله لا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا الولدان ولا اصحاب الصوامع“<sup>1</sup>

”اللہ پاک کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہو ان لوگوں سے جو اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ سو تم بد عہدی نہ کرنا، چوری اور خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا اور راہبوں کو قتل نہ کرنا“

شریعت اسلامیہ میں تو غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں موجود ان کے راہبوں کو بھی قتل کرنے سے واضح طور پر منع فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لا تقتلوا اصحاب الصوامع“<sup>2</sup>

”کلیساؤں کے متولیوں (پادریوں) کو قتل نہ کرنا“

خليفة اول سيدنا ابو صديق رضى الله تعالى عنه كافرمان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر ارشاد فرمایا:

<sup>1</sup>مسند احمد بن حنبل، حدیث: ۲۷۲۸

<sup>2</sup>شرح معانی الآثار، حدیث: ۵۱۸۵

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

”لا یقتل الراحب فی صومعة“<sup>1</sup>

”خبردار! عبادت گاہوں میں موجود راہبوں کو قتل نہیں کیا جائے گا“

مسلمانوں کا طریقہ جنگ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کا طریقہ جنگ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”کانوا لا یقتلون تجار المشرکین“<sup>2</sup>

”مسلمان مشرک تاجروں کو قتل نہیں کرتے تھے“

اس کے علاوہ بھی جو شخص جنگ میں حصہ نہیں لے گا چاہے وہ بوڑھا ہو یا جوان مرد ہو یا عورت اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے ہر اس شخص کو امان عطا فرمادی جس نے ہتھیار ڈال دیا تھا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من دخل دار ابی سفیان فهو آمن، ومن التی السلاح فهو آمن، ومن اغلق بابہ فهو آمن“

---

<sup>1</sup> مصنف ابن ابی شیبہ، ۶: ۲۸۳، حدیث: ۳۳۱۲۷

<sup>2</sup> السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۹، ص ۹۱

---

### اسلام کا تصور جہاد

---

”جو بھی شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اسے امان ہے، جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے بھی امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے بھی امان ہے۔“<sup>1</sup>

حضور نبی کریم ﷺ کا صبح کے وقت کفار پر حملہ آور ہونا

صحیحین میں ایک اور نبوی اصول بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کی بجائے صبح کے وقت لوگوں پر حملہ کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”ان رسول اللہ ﷺ اقی خیر لیلا، وکان اذا اقی قوما بلیل لم یغربہم حتی یصبح“<sup>2</sup>

”رسول اللہ ﷺ رات کے وقت خیبر کے مقام پر تشریف لائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح ہونے تک وہاں کے لوگوں پر حملہ نہیں کرتے تھے“

اہم ترین اسلامی جنگی اصول

جنگ کے دوران اسلامی لشکر کو اجازت نہیں کہ اہل کتاب کے گھروں میں

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث: ۱۷۸۰

<sup>2</sup> جامع ترمذی، حدیث: ۱۵۵۰

### اسلام کا تصورِ جہاد

ان کی اجازت کے بغیر گھس جائے اور ان کی عورتوں کو مارا پیٹا جائے حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان الله ﷻ لم يحل لكم ان تدخلوا بيوت اهل الكتاب الا باذن، ولا ضرب نسائهم ولا اكل ثمارهم“<sup>1</sup>

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو اور ان کی عورتوں کو پیٹنا اور پھلوں کو کھانا بھی حلال نہیں“

اسی طرح جنگ کے دوران لوگوں کے گھروں میں کی جانے والی لوٹ کھسوٹ کی بھی قطعاً اجازت نہیں۔ یہ عمل جہاد کے منافی ہے جیسا کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من ضيق منزلا او قطع طريقا فلا جهاد له“<sup>2</sup>

”جو شخص منزل یا طوعاً قطعاً کے گھروں میں گھس کر ان کو تنگ کرے یا راستوں میں لوٹ مار کرے تو اس کا یہ عمل اس کے لیے جہاد نہیں“

<sup>1</sup> سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۰۵۰

<sup>2</sup> سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۶۲۹

---

اسلام کا تصور جہاد

---

حضور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ جنگ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء کا بھی یہ طریقہ کار رہا۔ امام ترمذی اپنی ”جامع“ میں روایت نقل فرماتے ہیں:

”نہی ابو بکر الصدیق ان یقطع شجرا مثمرا او یخرب عامرا و عمل بذلک المسلمون بعده“<sup>1</sup>

”سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ کے دوران) پھل دار درخت کاٹنے اور عمارت کو تباہ کرنے سے منع فرمایا اور آپ کے بعد بھی مسلمان اسی بات پر عمل کرتے رہے“

حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ فرمایا تو حضرت سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”انی موصیک بعشر: لا تقتلن امراة ولا صبیا، ولا کبیرا حرما، ولا تقطعن شجرا مثمرا، ولا تخربن عامرا، ولا تعقرن شاة، ولا بعیرا الا لماکلتہ، ولا تغرقن نخلا، ولا تحرقنہ، ولا تغلل ولا تجبن“<sup>2</sup>

---

<sup>1</sup> جامع ترمذی، حدیث: ۱۵۵۲

<sup>2</sup> موطا الامام مالک، حدیث: ۱۲۹۲

## اسلام کا تصورِ جہاد

”میں تمہیں دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: کسی عورت کو، بچے کو، بوڑھے کو اور بیمار کو ہرگز قتل نہ کرنا اور کوئی بھی پھل دار درخت ہرگز نہ کاٹنا اور نہ ہی کسی آباد گھر کو ویران کرنا، کسی بھیڑ اور اونٹ کی کوئی نہ کاٹنا مگر کھانے کے لیے اور کھجور کے درختوں کو مت کاٹنا اور نہ ہی جلانا، اور مال غنیمت تقسیم کرنے میں دھوکہ نہ کرنا اور نہ ہی بزدلی دکھانا“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کرتے ہوئے اہل لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اوصیکم بتقوی اللہ، لا تعصوا ولا تغلوا، ولا تجنبوا، ولا تفرقوا نخلا، ولا تحرقوا زرعاً، ولا تحسبوا بھیمۃ، ولا تقطعوا شجرة مثمرة، ولا تقتلوا شیخا کبیرا، ولا صبیبا صغیرا“<sup>1</sup>

”میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور (اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ) نافرمانی نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، کھجور کے درختوں کو نہ تباہ کرنا، کھیتیاں نہ جلانا، چوپایوں کو قید کر کے نہ رکھنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور کسی شیخ فانی کو قتل نہ کرنا اور نہ ہی کسی چھوٹے بچے کو قتل کرنا“

<sup>1</sup> مروزی، مسند ابی بکر الصدیق، ۷۲-۶۹، حدیث: ۲۱

اسلام کا تصورِ جہاد

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا:

” لا تغلوا ولا تغدروا، ولا تقتلوا وليدا، واتقوا الله في الفلاحين“<sup>1</sup>

”دھوکہ نہ کرنا، غداری نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا اور کسانوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا“

حضور مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فرمان

اسی طرح مصنف عبدالرزاق میں روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

” لا يذقف على جريح، ولا يقتل اسير، ولا يتبع مدبر“<sup>2</sup>

”زخمی کو فوراً قتل نہیں کیا جائے گا، نہ ہی قیدی کو قتل کیا جائے گا اور نہ بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے گا“

<sup>1</sup> مصنف ابن ابی شیبہ، ۶: ۲۸۳، حدیث: ۳۳۱۲۰

<sup>2</sup> مصنف عبدالرزاق، ۱۰: ۱۲۴، حدیث: ۱۸۵۹۰

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ سے واضح طور پر یہ تعلیم ملتی ہے کہ جنگ کے دوران بھی مکمل طور پر عدل سے کام لینا ہے اور بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور راہبوں کو قتل نہیں کرنا حتیٰ کہ کسی انسان تو درکنار کسی جانور تک کا بھی مثلہ نہیں کرنا۔ چشموں کو بھی خشک نہیں کرنا کہ انسان اس سے پانی نہ پی سکے اور نہ ہی بغیر ضرورت کے درختوں کو کاٹنا ہے اور جہاد کی آڑ میں کسی بھی قسم کی بد عہدی، چوری اور خیانت کی گنجائش نہیں ہے۔ عدل پر مشتمل اسلام کے یہ جنگی قوانین ہی امن کے ضامن ہیں۔ جب تک اسلام کے ان جنگی قوانین پر عمل کیا جاتا ہے گا کوئی بھی ریاست یا معاشرہ بد امنی کا شکار نہیں ہو گا کیونکہ ان قوانین پر عمل کرتے ہوئے کم سے کم جانی و مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔



## اسلام کا تصور جہاد

### صوفیہ اور جہاد

اسلام کے تصور جہاد اور جنگی قوانین پر کلام کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صوفیہ کرام کے جہاد بالقتال سے متعلق نظریات اور اس ضمن میں ان کے عظیم مجاہدانہ کردار کو بیان کیا جائے۔ چونکہ سیکولرزم جو کہ مغربی فکر و تہذیب کی اہم ترین بنیاد ہے اس کا اثر ہے کہ آج کے بے عمل مسلمانوں نے اسلام کے نظام سیاست کو اپنے نظام ریاست سے نکال کر اپنی اپنی ریاست کی بنیاد سیکولرزم پر رکھی ہے۔ ایسی ریاست میں جہاں تعلیم، سیاسیات اور اقتصادیات میں اسلام کی تعلیمات کو یکسر انداز کر دیا گیا ہے، وہیں پر اسلام کے جہاد سے متعلق واضح احکام کو بھی پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ جب بھی جہاد کی فرضیت کی بات کی جائے اور عملی طور پر کفار سے جہاد بالقتال کی تلقین کی جائے تو ایسے سیکولر نظریات کے حامل افراد صوفیہ کو آڑ بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور یہ راگ الاپتے سنائی دیتے ہیں کہ صوفیہ کا پیغام تو محبت کا پیغام ہے انہوں نے محبت سے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو مسلمان کیا، انہوں نے کون سا جہاد کیا، انہوں نے کتنے کفار کو قتل کیا وغیرہ وغیرہ۔

### صوفیہ کرام کے جہاد بالقتال کی مثالیں

اگرچہ ہمارے لیے زندگی کے ہر شعبے کی طرح جہاد کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم کافی ہے۔ ان کے حکم کے بعد کسی حکم کی حاجت نہیں رہتی، لیکن وہ لوگ جن کے دل مغربی فکر و فلسفہ کے غبار سے آلودہ اور مریض ہو چکے ہیں ان دلوں کی شفا کے لیے یہاں صوفیہ کرام کی مجاہدانہ فکر و عمل کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

---

## اسلام کا تصور جہاد

---

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

آپ کے شاگرد شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو صوفیہ کے سردار اور اکابر تابعین میں سے ہیں، آپ نے باقاعدہ عملی طور پر بنفس نفیس جہاد بالقتال میں حصہ لیا۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: ”هل غزوت؟“ یعنی آپ نے کبھی جہاد کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”جی ہاں میں ”غزوہ کابل“ میں عبد الرحمن بن سمرہ کے ساتھ شریک ہوا تھا۔<sup>1</sup> جہاد سے متعلق آپ کا فرمان ہے: ”ما عمل بعد عمل بعد الجہاد فی سبیل اللہ افضل من ناشیۃ الیل“<sup>2</sup> (کوئی بھی عمل جہاد فی سبیل اللہ کے بعد شب بیداری سے افضل نہیں)۔ آپ ہی کے ایک مشہور صوفی شاگرد شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”لکل طریق مختصر و مختصر طریق الجنة الجہاد“<sup>3</sup> (ہر شے کی طرف ایک مختصر راستہ ہوتا ہے اور جنت کی طرف مختصر راستہ جہاد ہے)۔

---

<sup>1</sup> رفاعی، سید یوسف سید ہاشم، تصوف اور صوفیہ، مترجم: ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی، پورب

اکادمی، اسلام آباد ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۴

<sup>2</sup> ایضاً

<sup>3</sup> اصفہانی، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

۱۹۹۷ء، ج ۶، ص ۱۵۷

---

اسلام کا تصور جہاد

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مایہ ناز شاگرد اور تصوف میں صوفیہ و صالحین کے امام سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سال حج، دوسرے سال جہاد اور تیسرے سال تجارت کیا کرتے تھے۔<sup>1</sup> ایک دفعہ بغداد سے جہاد کرتے ہوئے مصیصہ کی سرحد تک جا پہنچے تھے، حتیٰ کہ ۱۸۱ھ میں جب آپ کا وصال ہوا، آپ جہاد سے واپس آرہے تھے۔<sup>2</sup> آپ نے جہاد کے موضوع پر ایک شاندار کتاب ”کتاب الجہاد“ تحریر فرمائی، جو کہ مستقل جہاد کے موضوع پر لکھے جانے والی تصانیف میں سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جیسا کہ حاجی خلیفہ ”کشف الظنون“ میں لکھتے ہیں:

”کتاب الجہاد للامام عبد اللہ ابن المبارک (الحنظلی المتوفی سنة ۱۰۱ احدى و ثمانیہ و مائتہ) وهو اول مولف الف فیہ“<sup>3</sup>

”کتاب الجہاد امام عبد اللہ بن مبارک حنظلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے، جن

---

<sup>1</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۳۷

<sup>2</sup> شعرانی، امام عبد الوہاب، طبقات الکبریٰ، مترجم: علامہ سید محمد محفوظ الحق، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، لاہور، ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۲ء، ص ۱۵۳

<sup>3</sup> حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۲، ص

---

### اسلام کا تصورِ جہاد

---

کی وفات ۱۰۱ھ ہجری میں ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب سے پہلے مولف ہیں جنہوں نے اس بارے میں کوئی کتاب تالیف فرمائی

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ ذیل میں آپ کے وہ اشعار نقل کیے جاتے ہیں جو کہ آپ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہوئے کہے۔ فرماتے ہیں:

کیف القرار و کیف یهدا مسلم

والمسلمات مع العدو المعتدی

کسی مسلمان کو کیسے قرار حاصل ہو اور وہ کیونکر پرسکون ہو سکتا ہے جبکہ مسلمان عورتیں سرکش دشمن کی قید میں ہیں۔

الضاربات خدودهن برنة

الداعیات نبیہن محمد

جو چیخ و پکار کرتے ہوئے اپنے رخسار پیٹتی ہیں اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کو پکارتی ہیں۔

القائلات اذا خشين فضيحة

جهد المقالة ليتنالم نولد

ذلت و رسوائی کے خوف سے مجبور ہو کر سخت ترین بات کہتی ہیں کہ اے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں

---

اسلام کا تصورِ جہاد

ما تستطيع و ما لها من حيلة

الا التستر من اخيها باليد

نہ تو وہ کوئی طاقت رکھتی ہیں اور نہ ہی کوئی حیلہ کر سکتی ہیں سوائے اس بات کے کہ  
ہاتھ کے ساتھ اپنے بھائی سے پردہ کر لیں

ايها الناسك الذي لبس الصوف

واضحى يعدّ في العباد

اے نرم لباس پہن کر عبادت گزاروں میں شامل ہونے والے صوفی

الزم الشجر والتعبد فيه

ليس بغداد مسكن الزهاد

سرحد کو لازم پکڑ اور وہیں عبادت میں مشغول ہو جا کیونکہ بغداد تو زاہدوں کا ٹھکانہ  
نہیں ہے

انّ بغداداً للملوك محل

و مناخ للقارى الصياد

بے شک بغداد تو بادشاہوں کا محل و مسکن ہے اور شکاری علما کی شکار گاہ ہے۔<sup>1</sup>

---

<sup>1</sup> مفتی منصور احمد، مقدمہ: کتاب الجہاد از امام عبد اللہ بن مبارک، مکتبہ شاہ اسماعیل، خانیوال،

---

اسلام کا تصور جہاد

سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے وقت کے عظیم اکابر صوفیہ مجاہدین میں ہوتا ہے۔ جہاد آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسلامی سرحدوں پر مورچے لگایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو ایک پیشہ گردانتے تھے۔<sup>1</sup> آپ خود فرماتے ہیں: ”میں ایک سال حج کرتا ہوں اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتا ہوں۔“<sup>2</sup> بقول ابن عساکر: ”آپ ایک عظیم جنگجو تھے اور بیزنطینی عیسائیوں کے خلاف کئی معرکے سر کیے تھے“<sup>3</sup> حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حالت میں وصال فرمایا کہ بحر روم کے ایک جزیرے میں دشمن کا سامنا کرتے ہوئے تیر کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے۔<sup>4</sup>

---

<sup>1</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۳۶، بحوالہ تاریخ بغداد ۲۰۱۰ء

<sup>2</sup> جامی، مولانا عبد الرحمن، نجات الانس، مترجم: شمس بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۴

<sup>3</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۳۶

<sup>4</sup> ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر، مطبعہ کردستان العلمیہ، مصر، ۱۳۲۸ھ، ج ۱۰، ص ۱۴۵

## اسلام کا تصور جہاد

سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلطان العارفين سيدنا بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور صوفی اور عارف کبیر ہوئے ہیں۔ جہاد آپ کی زندگی کا لازمی جزو تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے چالیس سال اس طرح گزارے کہ یا تو مسجد میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا، تھک جاتا تو دیوار کا سہارا لے لیتا، یا راہ خدا میں جہاد کرتا“۔<sup>1</sup> آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”حق تعالیٰ نے مجھے دشمنوں پر مجاہدین کے ساتھ کھڑا کیا تاکہ میں دشمنوں کی گردنوں پر تلواروں سے وار کروں“<sup>2</sup>

حضرت سيدنا سري سقطي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سري سقطي جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں اور سيدنا امام حمد بن حنبل جیسی ہستی جن کی تعریف بیان فرماتی ہے، آپ باقاعدہ جہاد بالسيف کیا کرتے تھے۔ سيدنا امام احمد بن حنبل سے کسی نے سيدنا سري سقطي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں پوچھا تو سيدنا امام احمد نے سیدی سري سقطي کی بہت تعریف فرمائی۔ اس وقت سيدنا سري سقطي سرحدوں پر مورچے لگانے کے بعد واپس آرہے تھے۔<sup>3</sup>

<sup>1</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۳۹

<sup>2</sup> ہروی، شیخ ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری، طبقات الصوفیہ، مرتب: عبدالحی جلیبی، مطبوعہ کابل، ج ۱، ص ۵۷، بحوالہ ”تصوف اور صوفیہ“، ص ۱۲۰

<sup>3</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۲۰

اسلام کا تصور جہاد

صوفی حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

صوفی ابو نصر محمد بن عبد اللہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عظیم مجاہد اور سلطان نور الدین زنگی کی جنگی فتوحات میں مشہور صوفی بزرگ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرکزی کردار ہوا کرتا تھا۔<sup>1</sup> اسی طرح معرکہ ”ملازکرد“ کے جہاد میں سلبوق سلطان الپ ارسلان کی قیادت میں لڑنے والے مجاہدین کے لشکر میں عظیم صوفی ابو نصر محمد بن عبد اللہ بخاری کا خطبہ بہت مشہور ہے، جو کہ انہوں نے مجاہدین کے جوش و ولولہ کو بڑھانے کے لیے دیا اور اس معرکہ میں اللہ پاک کے فضل سے مسلمان مجاہدین فتح سے ہمکنار ہوئے۔<sup>2</sup>

حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قدوة الکبریٰ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ آپ نے تاتاریوں کے خلاف عملی طور پر جہاد بالقتال کیا جب کفار تاتار شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے مریدوں کو حکم فرمایا: ”قومو! باسم اللہ فقاتل فی سبیل اللہ“ (اللہ کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ، ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال

<sup>1</sup> ذہبی، امام شمس الدین، سیر اعلام النبلاء ج ۲۱، ص ۱۷۲، بحوالہ ”تصوف اور صوفیہ“، ص ۱۴۳

<sup>2</sup> ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان، مطبعة المیمنیہ، مصر ج ۲، ص



---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

کریں گے)، اور یوں آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے ۶۱۸ھ میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔<sup>1</sup>

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحب زادے خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اپنے دور کے عظیم صوفی ہوئے ہیں، آپ نے اپنے مکتوبات میں جہاد کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب بنام میرزا عبید اللہ بیگ میں لکھتے ہیں:

”دل میں یہ آیا کہ اس کے بارے میں کچھ لکھا جائے۔۔۔ نیز اس سلسلہ میں وہ احادیث بیان کر دوں جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر، حب فی اللہ، بغض فی اللہ، فضیلت جہاد فی سبیل اللہ اور علوم مرتبہ مجاہدین و درجات شہدائے تعلق رکھتی ہیں۔“<sup>2</sup> آپ کے اس مکتوب سے آپ کے نزدیک جہاد کی جو فضیلت اور اہمیت ہے وہ مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ اسی تفصیلی مکتوب میں آپ نے مزید متعدد مرتبہ جہاد کی اہمیت کو بیان کیا اور امر بالمعروف اور جہاد فی سبیل اللہ کو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ قرار دیا ہے۔<sup>3</sup>

---

<sup>1</sup> فتاویٰ الانس، ص ۶۱۷-۱۸

<sup>2</sup> امر وہی، مولانا نسیم احمد فریدی، مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی، مکتبہ سراجیہ، موسیٰ زئی شریف، ص ۸۷

<sup>3</sup> ایضاً، ص ۹۸

## اسلام کا تصور جہاد

صوفی احمد اللہ شاہ مدرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برصغیر کے احمد اللہ شاہ مدرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان عظیم ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں جو کہ بنیادی طور پر ایک صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مجاہد بھی تھے۔ آپ حضرت قربان علی شاہ اور حضرت محراب شاہ قلندر گوالیاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت قلندر گوالیاری نے بیعت کے وقت حضرت احمد اللہ شاہ مدرسی سے عہد لیا تھا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا ہے اور اپنے وطن کو ان کی غلامی سے آزاد کروانا ہے۔ لہذا آپ نے اپنے مرشد پاک سے کیا گیا عہد پوری طرح نبھایا۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف بھرپور جہاد کیا اور بالآخر شہید کر دیے گئے۔ اور آپ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا سر عرصہ تک کو توالی پر لٹکا رہا اور آپ کی نعش کو آگ میں جھونک دیا گیا۔<sup>1</sup>

شیخ الاسلام حضرت عبدالغفور اخوند قادری سواتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالغفور اخوند قادری سواتی المعروف بہ سیدو بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا شمار اپنے عہد کے اکابر صوفیہ و مشائخ میں ہوتا ہے، آپ ایک عارف کامل اور عظیم عابد و زاہد انسان تھے۔ آپ نے جہاں عوام کو زہد و تقویٰ کا درس دیا، وہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی آپ کا شعار تھا۔ آپ نے اپنے سلسلہ طریقت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ جہاد بالسیف کا فریضہ بھی خوب نبھایا۔<sup>2</sup>

<sup>1</sup> مصباحی، علامہ یسین اختر، چند ممتاز علمائے انقلاب (۱۸۵۷ء)، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی،

۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، ص ۱۱۵، ۱۰۵

## اسلام کا تصورِ جہاد

<sup>1</sup> آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا شرعی فتویٰ جاری کیا اور مریدوں میں شوقِ شہادت کی روح پھونک دی۔ <sup>2</sup> آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے جلیل القدر خلفاء مریدین کے ساتھ مل کر سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد میں جو کارنامے سر انجام دیے وہ تاریخِ کار وشن باب ہیں۔

## صوفی سلسلہ سنوسیہ کے مجاہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

اسی طرح ماضی قریب کے صوفی سلسلہ سنوسیہ کے مجاہدین کا مغربی استعمار کے خلاف جہاد تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ سنوسی تحریک نے اپنے دور کی استعماری طاقتوں برطانیہ، اٹلی اور فرانس کے خلاف شرعی جہاد کا فریضہ انجام دیا۔ سنوسی سلسلہ کے افراد پر مشتمل باقاعدہ مجاہدین اور تربیت یافتہ رضا کاروں کی فوج تیار کی گئی جس کی تعداد مورخین کے بہ قول ۱۸۸۰ء میں ۵۴ ہزار تک جا پہنچی تھی۔ سنوسی سلسلہ کے مرشد و شیخ سید محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی فرانسیسی استعمار کے خلاف ہی جہاد کرتے ہوئے ۱۹۰۲ء/ ۱۲۶۰ھ میں چاؤ کے مقام ”قرو“ میں شہید ہوئے۔<sup>3</sup>

<sup>1</sup> قادری، فقیر امیر شاہ، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، مکتبۃ الحسن، یکہ توت پشاور، ص ۱۵۱

<sup>2</sup> قادری، علامہ عبد الحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، اولیٰ بک سٹال، گوجرانوالہ، ص ۲۷

<sup>3</sup> پیرزادہ، عابد حسین شاہ، تذکرہ سنوسی مشائخ، دارالاسلام لاہور، ۱۳۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء، ص ۸۱-۷۹

اسلام کا تصور جہاد

حضرت شیخ احمد الہیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرانس کے استعمار کے خلاف جہاد کرنے والے مراکش کے مشہور صوفی بزرگ شیخ احمد الہیہ بھی ہیں۔ آپ مراکش کے مشہور شیخ محمد المصطفیٰ المصطفیٰ العینین کے صاحبزادے ہیں۔ والد صاحب کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی والد صاحب کی خانقاہ کو سنبھالا اور انکے سجادہ نشین ہوئے۔ شیخ احمد الہیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ساتھ شجاعت اور مردانگی بھی عطا فرما رکھی تھی۔ آپ کے ساتھ مراکش کے دیگر سینکڑوں صوفیہ نے بھی طویل عرصہ تک فرانس کے خلاف جہاد کیا جس کی وجہ سے بالآخر ۱۹۵۶ء میں مراکش پر فرانس کا غیر قانونی قبضہ ختم ہوا۔<sup>1</sup>

### کتاب ”الصوفیہ والتصوف“

صوفیہ اور جہاد کے اس موضوع پر علامہ سید یوسف ہاشم رفاعی کی کتاب ”الصوفیہ والتصوف“ کے تیسرے حصہ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۹ء میں کویت سے شائع ہوئی ہے اور پورب اکیڈمی پاکستان کی طرف سے اس کتاب کا خوبصورت ترجمہ ”تصوف اور صوفیہ“ کے نام سے کیا گیا ہے۔ علامہ سید یوسف ہاشم رفاعی نے اس کتاب کے تیسرے حصہ کا نام ہی ”صوفیہ اور جہاد“ رکھا ہے اور اس حصہ کو پانچ مختصر مگر جامع ابواب میں تقسیم کیا ہے جس میں عہد بعہد مختلف اکابر صوفیہ کی مجاہدانہ سیرت و کردار پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ آخری باب کے

1 بصیر، الشیخ محمد المصطفیٰ، صوفیائے مراکش کا تعارف اور خانقاہ آل البصیر کے مناقب و احوال، مترجم: ڈاکٹر محمد نعیم الدین الازہری، زاویہ انٹرنیشنل لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۵۳

## اسلام کا تصورِ جہاد

آخری حصے میں عصر حاضر میں صوفیہ کرام کے مجاہدانہ کردار پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”موجودہ دور میں بھی صوفیہ کرام کا دشمنان اسلام کے خلاف جہاد میں بہت اہم کردار ہے۔ ان میں مثال کے طور پر ”شیخ عبدالکریم مغربی“ کا مغرب میں اور ”شیخ عبدالقادر الجزائری“ کا جزائر میں فرانسیسی انقلاب کے مقابلے میں جہادی کوششیں لوگوں کے سامنے ہیں، علاوہ ازیں ہر جگہ پر عالم میں ادھر اور ادھر اسلامی جہاد جاری و ساری ہے۔ جیسا کہ ”لیبیا“ میں پچیس سال کی طویل مدت تک ”عمر المختار“ اور ان کے احباب کا ”اٹلی“ کے غاصبانہ قبضے کے خلاف دلیرانہ جہاد ہے، جس میں انہوں نے باوجود کم مجاہدین اور کم ہتھیاروں کے دشمن کا جم کر مقابلہ کیا اور ان کے سینکڑوں لشکروں کے خلاف جہاد کر کے لوگوں کے سامنے عالی شان مثالیں قائم کر دیں۔“<sup>1</sup>

مذکورہ بالا صوفیہ کرام کی مجاہدانہ زندگی کی مثالوں سے واضح ہو گیا کہ صوفیہ کے نزدیک جہاد بالسیف کی بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت ہے۔ اسی فضیلت اور اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے صوفیہ میں سے جس کو بھی جہاد بالسیف کا موقع ملا اس نے اللہ رب العزت کا حکم سمجھتے ہوئے عملی طور پر جہاد بالسیف کا فریضہ سرانجام دیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوئے۔

<sup>1</sup> تصوف اور صوفیہ، ص ۱۷۷

اسلام کا تصور جہاد

## جہاد کی اہمیت و فضیلت

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

اللہ رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا لَهُمْ

جَهَنَّمَ ۚ وَبَشِّرِ الْمَصِيئِينَ <sup>1</sup>

اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو، اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور کیا ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاغْلُظُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ <sup>2</sup>

اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور جان لو کہ بے شک اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ <sup>3</sup>

<sup>1</sup>التوبہ: ۷۳

<sup>2</sup>البقرہ: ۲۴۴

<sup>3</sup>الانفال: ۳۹

## اسلام کا تصور جہاد

اور ان کفار سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور صرف اللہ کا دین قائم ہو جائے

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ  
أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ <sup>1</sup>

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے، اور وہی لوگ اپنی مراد کو پہنچے  
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ ۖ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانًا  
مَّرْصُوصًا <sup>2</sup>

بے شک اللہ پسند فرماتا ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں قتال کرتے ہیں صف  
باندھ کر گویا وہ سیسپلائی دیوار ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ  
الَّذِي تُمْنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ

<sup>1</sup>التوبہ: ۲۰

<sup>2</sup>الصف: ۴

## اسلام کا تصور جہاد

وَأَنْفُسِكُمْ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ<sup>1</sup>

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں بتا دوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

آیات مبارکہ کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی جہاد کی اہمیت اور فضیلت بڑے واضح انداز میں بیان فرمائی گئی ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بَأَن يَتَوَقَّاهُ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيَّةٍ“<sup>2</sup>

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ میں

<sup>1</sup> الصف: ۱۱-۱۰

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۷۸۷



## اسلام کا تصور جہاد

جہاد کرنے والا ہے، اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن کو روزہ رکھے اور رات کو نماز میں قیام کرے، اور اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے ذمہ لیا ہے کہ وہ انہیں وفات دے گا تو سیدھا جنت میں داخل کرے گا، یا پھر سلامتی کے ساتھ اجر و ثواب اور مال کے غنیمت کے ہمراہ گھر لوٹا دے گا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی حدیث پاک ہے:

”جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَغْدِلُ الْجِهَادُ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَقُتِرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ۔<sup>1</sup>

”ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو اجر و ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی عمل نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: کیا تم یہ استطاعت رکھتے ہو کہ جب مجاہدین گھروں سے نکلیں تو تم مسجد میں جا کر برابر نماز میں کھڑے رہو، ذرا دم نہ لو اور برابر روزے رکھے جاؤ، کبھی افطار نہ کرو؟ اُس نے کہا: بھلا ایسا کون کر سکتا ہے۔“

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۷۸۵

## اسلام کا تصور جہاد

حضرت سہل ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْعَدُوَّةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا“<sup>1</sup>

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: دشمن سے حفاظت کے لیے سرحد پر ایک دن کا قیام دنیا اور اُس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے، جنت میں تمہارے کوڑے جتنی جگہ بھی دنیا اور اُس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں بندے کا ایک صبح یا ایک شام کا چلنا، دنیا اور اُس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا غَبَرْتُ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ<sup>2</sup>

”عبدالرحمن بن جبر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے، اُسے دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی“

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۸۹۲

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۸۱۱

اسلام کا تصور جہاد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ<sup>1</sup>

”اور خوب جان لو کہ بے شک جنت تلواروں کے سائے تلے ہے“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ أَحَدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدِّمِّ وَالرَّيْحُ رِيحُ الْمَسْكِ“<sup>2</sup>

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ کی راہ میں جو شخص بھی زخمی ہو یا اللہ خوب جانتا ہے کہ کون فی الواقع اُس کی راہ میں زخمی ہوا ہے، وہ قیامت کے دن اِس طرح آئے گا کہ اُس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہو گا، لیکن اُس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔“

مندرجہ بالا آیات مبارک اور احادیث مبارکہ سے جہاد کی اہمیت اور فضیلت مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ اب سب سے آخر میں حجت تامہ کے طور پر حضور امام

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۹۶۶

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث: ۲۸۰۳

## اسلام کا تصور جہاد

المجاہدین سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی مبارک تمنا، تمناے شہادت جو کہ امام بخاری نے ”بخاری شریف“ میں بیان فرمائی ہے اسکو نقل کیا جاتا ہے، تاکہ ہم بھی محبت رسول میں اپنی تمنا کو اپنے پیارے آقا ﷺ کی تمنا کے تابع کر سکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوِدِدْتُ اَنْيْ اُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ“<sup>1</sup>

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری ضروریہ تمنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں“

اللہ اللہ اللہ جل جلالہ! اللہ پاک کے پاک حبیب ﷺ کی کتنی خوبصورت تمنا ہے کہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں بار بار شہید کیا جاؤں۔ آپ ﷺ کے صحابہ کی بھی یہی تمنا تھی۔ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زندگی اسی تمنا میں گزاری۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلاموں کی یہی تمنا تھی اور آج بھی یہی تمنا ہے اور یہی انکی زندگی کا مقصد۔

<sup>1</sup>بخاری، حدیث: ۲۷۹۷

---

## اسلام کا تصور جہاد

---

۷ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی<sup>1</sup>

مگر افسوس کے آج عمومیت اور اکثریت کے اعتبار سے امت مسلمہ جہاد سے منہ موڑے ہوئے ہے۔ ان کے دلوں میں وہن یعنی موت کا خوف پڑاؤ ڈال چکا ہے۔ آج کی مسلم ریاستیں فقط اسلام کے نام تک محدود ہیں۔ حقیقت میں ان کا نظام تعلیم و ثقافت، نظام معیشت و تجارت اور نظام سیاست و عدالت تمام غیر اسلامی اور مغربی فکر و تہذیب سے بری طرح متاثر ہے۔ آج کشمیر، برما، فلسطین اور پوری دنیا میں کمزور مسلمانوں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹا جا رہا ہے، مگر مسلمان حکمران ہیں کہ انہیں امت مسلمہ کے ان مظلوم مسلمانوں کی کوئی پرواہ نہیں، ان کو پرواہ ہے تو اپنے اپنے وطن کی۔ وطن پرستی میں یہ لوگ جہاد کے فریضے اور مقصد کو کلیۃً فراموش کر چکے ہیں۔ یہ اپنی اپنی بادشاہت اور عہدوں کے حصول کے لیے وطن کے نام پر تو لڑ سکتے ہیں مگر دین اسلام کی سر بلندی کی خاطر، امت مسلمہ کے مظلوم طبقہ کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے اللہ کے نام پر نہیں لڑ سکتے۔ اقبال نے کیا خوب کہا تھا:

۷ ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے

جو پیر ہن اسکا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

---

<sup>1</sup> علامہ محمد اقبال، اندلس کے دیس میں: بال جبریل

---

## اسلام کا تصور جہاد

---

اقوام میں مخلوق خدا بٹی ہے اس سے

قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے<sup>1</sup>

آج اس وطن پرستی نے مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ جب تک ہم مسلمان وطن پرستی میں آکر امت مسلمہ کی بجائے صرف وطن کی بات کریں گے، جہاد اور تمنائے شہادت سے منہ موڑے رکھیں گے یونہی ذلیل و رسوا ہوتے رہیں گے۔ ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اسلامی نظام میں ہے۔ جب تک ہم اسلام کے نظام سیاست و خلافت کی طرف نہیں آتے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اسلام کے نظام سیاست و خلافت کو زندہ کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ سیدنا مجاہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت جہاد کو بھی زندہ کریں تاکہ کل بروز محشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی شرمندہ ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔ اللھم امین بجاہ البنی المجاہد الشہید والامین ﷺ۔

محمد کاشف اقبال سروری قادری

فاضل الجامعۃ الاشرفیہ گجرات، استاذ شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی،

ذوالحجۃ الحرام ۱۴۴۰ھ / ۱۹ اگست ۲۰۱۹ء بروز پیر

---

<sup>1</sup> علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، وطنیت: بانگ درا

---

اسلام کا تصورِ جہاد

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم، کلام اللہ القدیم

۲۔ توریت، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۲۰۱۵ء

۳۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی، المصنف، مکتبۃ الرشید، ریاض، ۱۴۰۹ھ

۴۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر، مطبعۃ کردستان العلمیہ، ۱۳۳۸ھ

۵۔ ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان، مطبعۃ المیمنیہ، مصر

۶۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی، السنن، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۳ء

۷۔ اصفہانی، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء

۸۔ امروہی، مولانا نسیم احمد فریدی، کتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی، مکتبہ سراجیہ، موسیٰ زئی شریف

۹۔ بابرٹی، علامہ محمد بن محمود، عنایہ، پبلیشنگ مشن پریس کلکتہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء

۱۰۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۸ء

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

۱۱۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، المحجة المومنة فی ایتة الممتحنة، رسائل رضویہ، مسلم کتابوی،

لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، الصحیح، دار ابن کثیر، بیروت،

۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء

۱۳۔ بصیر، الشیخ محمد المصطفیٰ، صوفیائے مراکش کا تعارف اور خانقاہ آل البصیر کے مناقب و

احوال، مترجم: ڈاکٹر محمد نعیم الدین الازہری، زاویہ انٹرنیشنل، لاہور، ۲۰۱۶ء

۱۴۔ بیہقی، امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ،

حیدر آباد دکن، ۱۳۴۴ھ

۱۵۔ پیرزادہ، عابد حسین شاہ، تذکرہ سنوسی مشائخ، دارالاسلام، لاہور، ۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء

۱۶۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک، السنن، دار احیاء التراث

العربی، بیروت

۱۷۔ جامی، مولانا عبد الرحمن، نفحات الانس، مترجم: شمس بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور،

۱۹۹۸ء

۱۸۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۱۹۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ، المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب

العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء



---

اسلام کا تصورِ جہاد

۲۰۔ دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن، السنن، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ

۲۱۔ رازی، امام ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، سہیل اکیڈمی، لاہور، ۱۴۰۰ھ

۲۲۔ رفاعی، سید یوسف سید ہاشم، تصوف اور صوفیہ، مترجم: ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی،

پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

۲۳۔ زر قانی، ڈاکٹر غلام زر قانی، اسلام زد پہ کیوں؟، دارالاحیاء، لاہور، ۲۰۱۶ء

۲۴۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور،

۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

۲۵۔ شعرانی، امام عبد الوہاب، الطبقات الکبری، مترجم: علامہ سید محمد محفوظ الحق، نوریہ

رضویہ پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء

۲۶۔ صابونی، شیخ محمد علی، صفوۃ التفاسیر، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۷۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی، المعجم الاوسط، دار الحرمین،

قاہرہ، ۱۴۱۵ھ

۲۸۔ طحاوی، امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ مصری، شرح معانی الآثار، عالم

الکتب، بیروت، ۱۴۱۴ھ

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

۲۹۔ عالم، علامہ جلال، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، مترجم محمد کفایت اللہ، دارالبلاغ، لاہور، ۲۰۰۵ء

۳۰۔ عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی، المصنف، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ

۳۱۔ عینی، علامہ بدر الدین، عمدۃ القاری، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء

۳۲۔ فاروق، ڈاکٹر عبدالغنی، یہ ہے مغربی تہذیب، کتاب سرائے، لاہور، ۲۰۱۶ء

۳۳۔ قادری، فقیر امیر شاہ، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، مکتبۃ الحسن، یکہ ٹوٹ پشاور

۳۴۔ قادری، علامہ عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ

۳۵۔ قادری، حسین محی الدین ڈاکٹر، مقالات عصریہ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء

۳۶۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، موسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

۳۷۔ کاسانی، ملک العلماء علامہ ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ

۳۸۔ مالک، انس ابن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث، الموطا، دارالعرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

---

اسلام کا تصورِ جہاد

---

۳۹۔ مرغینانی، امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی، الہدایہ، المکتبۃ العربیہ، کراچی، ۱۹۹۰ء

۴۰۔ مروزی، ابو بکر احمد بن علی بن سعید اموی، مسند ابی بکر الصدیق، المکتب الاسلامی، بیروت

۴۱۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن مردقشیری نیشاپوری، الصحیح، دار احیاء التراث العربی

۴۲۔ مصباحی، علامہ یسین اختر، چند ممتاز علمائے انقلاب (۱۸۵۷ء)، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء

۴۳۔ مصری، زین الدین نجیم، بحر الرائق، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء

۴۴۔ منصور احمد، مفتی، مقدمہ: کتاب الجہاد از امام عبداللہ بن مبارک، مکتبہ شاہ اسماعیل، خانیوال، ۲۰۱۰ء

۴۵۔ نسفی، امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد، کنز الدقائق، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء

۴۶۔ ہروی، شیخ ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری، طبقات الصوفیہ، مرتب: عبدالحی حبیبی، مطبوعہ کابل

